۶۲

ہندو شعرا ۱۹۳۱ء

مؤلفہ

خواجہ عشرت لکھنوی

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد

بار اول جنوری ۱۹۳۱ء

تجارتی پریس لکھنؤ میں چھپا

ر عیش [redacted]ب اور دوسروں کا ہنر

نہیں معلوم ہوتا۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالنے کو تیار رہے۔ کہا جاتا ہے اُردو زبان کی خدمت ہندو نہیں کرتے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اُردو ان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں۔ سب کو یہی شکایت ہے۔ لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اسکے برعکس ہے

آج جسقدر اُردو زبان کی خدمت ہندو شاعر اور ہندو نثار مستقل طور سے کر رہے ہیں وہ قابل شکر گزاری ہے۔ میر و سودا کے دوش بدوش ہندو شاعر اُردو زبان میں اپنے اپنے جوہر کمالات دکھاتے آئے ہیں اور اپنی مذہبی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کرکے اُردو کو ہردلعزیز بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فرانسیسی سنسکرت کے تمام لٹریچر کو اُردو میں ترجمہ کرکے اس کی خزاں کو بہار سے

بدل دیا اور ایسے ایسے پھول کھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔
نثاروں نے نثر میں داد سخن دی۔ ناظموں نے نظم میں گہر فشانی کی۔
کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیا شنکر نسیم۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار۔
پنڈت بشن نرائن در۔ منشی طوطارام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف خمخانہ
جاوید۔ منشی جالپا پرشاد۔ سابق اڈیٹر اودھ اخبار۔ مسٹر برج نرائن چکبست
منشی نوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بیکنٹھ باشی۔ اور
موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد وزیر اعظم
دکن۔ سر تیج بہادر سپرو ایم۔ اے۔ رائے بہادر پنڈت شیو نرائن
شمیم۔ پنڈت برجموہن دتا تریہ کیفی۔ مسٹر منوہر لال زتشی۔ پرنسپل
ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سردار
بھگوان سنگھ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پٹیالہ وغیرہ کے احسانات سے سبکدوش
ہوسکتے ہیں جنھوں نے نظم و نثر اردو میں چار چاند لگا دئے۔ اور مختلف
زبان کے تراجم سے اردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان
اردو پر مدبران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔
مسٹر دیا نرائن نگم۔ بی۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔
مسٹر چنتامنی گھوش سابق اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد
منشی دیوان سنگھ مفتون اڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

ماسٹر جگت سنگھ پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

ڈاکٹر نورن سنگھ۔ ہنر اڈیٹر رسالہ چمن امرتسر

مسٹر کنھیالال ایم۔ اے اڈیٹر رسالہ چاند۔ الہ آباد

مسٹر نانک چند ناز اڈیٹر رباب لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناثر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی اس وقت ہمارے حافظہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اُردو کو زمین سے آسمان تک پہونچا دیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نولکشور بیکنٹھ باشی کا نام فراموش کرجائیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اُردو زبان میں تمام علوم کے ترجمے شایع کرکے اُردو کو علمی زبان بنادیا۔ مصنفین کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے اُردو کی اسقدر خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب ادنےٰ درجہ سے ترقی کرکے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہوگئے سب سے پہلے قانونی اُردو کتابیں اسی مطبع سے شایع ہوئیں۔

اہل قلم کی جانکاہی مدیران اخبار و رسائل کی ایثار نفسی مالکان پریس کی امداد اشاعت تمام ہندوستان کے شکرگزاری کی مستحق ہیں مسلمان تنہا اتنی بڑی خدمت ہرگز انجام نہ دے سکتے۔

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھول کر کرتے ہیں۔
اور سب کے سب اس کام میں اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائے گی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائے گی تو اُردو کی بھی
خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ وہ دو زبانوں کے نام نہیں ہیں۔
ناشایستہ اُردو ہندی ہے اور شایستہ ہندی اُردو ہے۔ اُردو کا درخت
ہندی کے بیج سے اگا ہے۔ اُردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
ہے اُردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلئے کہ تمام مصادر
تمام افعال اُردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسما
ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اُردو میں بولے جاتے ہیں۔
گاؤں گاؤں یہی ناشایستہ اُردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
ہیں۔ ہندی زبان جسقدر زیادہ ترقی کرے گی اُردو کو فائدہ پہونچائیگی
اُردو وہی اچھی زبان ہے جسمیں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔
غرضکہ اُردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اُردو کو
رواج نہ دیتے تو اُردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آیندہ بھی

مشکل ہے ہندوؤں نے اُردو کو ترقی دی مختلف زبانوں کے ترجموں سے اس باغ کو شاداب کیا اور بیّن دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ صوبہ متحدہ میں فی صدی نوّے ہندو حضرات اُردو کے لکھنے والے اور بولنے والے ملیں گے۔ حضرات ہندو کی دلچسپی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اُردو کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔ ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ جُہلا جن کا شین قاف درست نہیں وہ بگاڑ بولتے ہیں تو اس جہالت میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔

برج بھاشا یعنے بھاکا جو کسی وقت میں عام زبان ہند تھی۔ اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بہ کثرت شامل تھے اسی سبب سے مقدس پنڈتوں نے اس زبان کو ملیچھ کی زبان کا خلعت دیا تھا۔ کیونکہ ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاکا پہلی ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اُردو کہی گئی ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاکا اُردو کی جڑ مضبوط ہوتی جائے گی۔ موہن بھوگ سے گھی نکالو یا نہ نکالو ہر طرح

موہن بھوگ کہلائے گا۔

ہندو شعرا اور زناروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر اُن کی محنتیں ان کی کوشش بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقہ اُردو کو اتنی جلدی ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کالج قائم ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔

اِسلئے ہم ایک تذکرہ ایسے محسنین اُردو کا لکھتے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔

وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آجکل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پڑپوتے رہجاتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ دادا کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات انکا سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

حالات نہ لکھیں اور ان کے اطوار عادات کلام سے کسب فیض نہ کریں تو ہماری تہذیب ہماری تعلیم ہماری عادتیں خراب ہو جائیں گی ۔

مسلمانوں میں تو اتنی یادگار قائم رہتی ہے کہ اگر قبر پختہ ہے تو سو دو سو برس تک کتبہ کام دیتا ہے ۔ اور کچی ہے تو بیس پچیس برس تک نشان قبر باقی رہتا ہے ۔ ہندوؤں میں بھگنت ، بھنت کا مسئلہ رائج ہے ان کی قبر نہیں بنتی کہ جا کر کوئی دو آنسو بہائے اسلئے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندو صاحبان کمال کا تذکرہ مدوّن کیا جائے تا کہ اسی ذریعہ سے ان کا نام دیرپا قائم رہے ۔

ان کے سبق آموز کلمات ہمارے لئے درس تہذیب ہیں ۔ تذکرہ ایسی چیز ہے جو تاریخ سے زیادہ کارآمد ہے ۔ حکما کا قول ہے ۔ آدمی میں دو چیزیں عجیب ہیں ۔ ایک نبض سے بغیر حال سنے بیماری کی کیفیت معلوم کر لینا ۔ دوسرا کلام موزوں جو مرنے کے بعد بھی آدمی کو زندہ رکھتا ہے ۔ عقلا کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے ملک کے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیتے ہیں وہ عروج نہیں پاتے ۔ ماسوا اس کے شاعر کا کلام جمع کیا جائے تو اس سے ہم کو اپنے اسلاف کی حالت اور طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے ۔ خیالات کا پتہ چلتا ہے ۔ علمی استعداد کے جوہر کھلتے ہیں ۔ ان کے زمانہ کی عشرت یا عسرت کا پتہ چلتا ہے

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے

یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے اب تو ایسی اولاد دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار پیسوں میں بیچ کر اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پنساری کی دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات کو جن کی روحیں ہماری قلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چندروز کے بعد ماضی ہو جائیگا اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدوّن نہ کریں تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے اُمید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتدائے زبان اُردو سے ۱۹۳۰ء تک کا ہے۔ یعنے جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جسقدر تہذیب میں فرق آیا۔ جسقدر علوم نے ترقی کی جسقدر اُردو زبان کی توسیع ہوئی اسکا فوٹو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

طلباء کو معلومات کا فائدہ پہنچے یا ان کے اخلاق پر عمدہ اثر پڑے اسلئے میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الہیات نصیحت مناظر قدرت مکارم اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامیں درج ہیں۔ یا مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیونکہ آج کل اکی شاعری نگارخانۂ قدرت کے ہر نقش و نگار کا فوٹو لے رہی ہے۔ مجبوری کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔ خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام ہو۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

احاطۂ خانساماں لکھنؤ

الف

آرام۔ منشی لچھمن لال کایستھ دہلوی ثم لکھنوی۔ تلمیذ انشا۔ فارسی میں فارغ التحصیل تھے۔ شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں متصدی تھے ۱۸۵۵ء میں انتقال کیا۔

آہ اپنی زبان پر آئی — یا بلا آسمان پر آئی

سراپا اس میں ہے قدرت خدا کی — کہوں کیا چیز ہے انسان خاکی

آشفتہ۔ منشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

رکھا سر پاؤں پر اسکے تو بولا — کہ تو بھی بے سر و پا کسقدر ہے

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ — بے خبر تجھ کو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ۔ پنڈت امرناتھ کشمیری ثم دہلوی۔ شاگرد تنویر۔ صوبہ پنجاب میں منصف تھے۔ صاحب دیوان صاحب تلامذہ تھے ۱۸۸۸ء میں انتقال فرمایا۔

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم تم کو پہچانا
کرم فرمائے من تم تو پرانے آشنا نکلے

عریانی حباب کا رکھا نہ کچھ خیال، — مقراض موج دامن دریا کتر گئی

آشوب۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلۂ نسب راجہ

تو دور ل تک پہونچتا ہے۔ متوطن دہلی سنہ ۱۹۱۱ء میں اٹھاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اپنا تو سر جھکے ہی دونوں طرف کہ اسکی
تصویر تبکدے میں اور ہر حرم میں خاکا
زاہد چھوئے گجر دامن رندان بادہ کش
تو جاہے کہ ہو سے ایسے شست و شو کریں

آثم۔ ماسٹر چھوٹے لال خلف منشی بہادر لال کایستھ سری واستو۔ متوطن شہر لکھنؤ محلہ نگریا ٹھاکر گنج۔ برادر خرد منشی ننھے لال عاجز شاگرد نواب بتن صاحب بلیغ۔ آپ کو اردو کی خدمت سے بہت دلچسپی ہے مدت تک اودھ اخبار میں مترجم رہے۔ فارسی انگریزی میں کافی استعداد رکھتے ہیں۔ کچھ زمانے تک گورنمنٹ ٹیلی گراف میں مقرر رہے پھر حسین آباد ہائی اسکول میں ماسٹر رہے اسکے بعد کئی برس تک بیمار رہے۔ اسی حالت میں انگریزوں کو اردو پڑھاتے رہے اب طلبار کو بطور ٹیوشن انگریزی پڑھاتے ہیں۔ تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے

وہ ہی پر سوز غم انگیز ادل داستاں میری
مثال شمع محفل جل اٹھی اکثر زباں میری
وہاں سنتے ہی صیاد نے کی فکر قفس
مجھ کو پھندے میں پھنسایا مری گویائی نے
ارے اک آہ بھی منھ سے نکل جانا قیامت ہے
ذرا سی بات میں دنیا بنے گی رازداں میری
ہماری حسرتوں سے ہی ہمارے دل کی زینت ہے
وگرنہ اسکی بستی میں ابھی ویرانہ ہو جاتا

آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نو مشق شعرا میں ہیں

بس اسقدر ہی عالم وحشت میں دسترس ، دامن کی دھجیاں ہیں نثار بہار کو

آنند پیارے لال ولد منشی گنڈا رام متوفی ولادت ۱۸۹۶ء مقام کھنہ ضلع لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر ۷۱ سال قوم برہمن۔ تین سال تک مقامی ہائی اسکول میں آنریری طور پر کام کرتے تھے آجکل تجارت کتب اور پبلشری کا شغل ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد سے گہری دوستی تھی۔

سرِ دربادہ ہستی کے رنگ دیکھ چکے عروس مرگ کا اب انتظار دیکھیں گے
نسیم لیکے نہ آئی پیام آزادی اسیر کنج قفس کیا بہار دیکھیں گے
رہیگا یونہیں الٹ پھیر اس زمانے کا چڑھاؤ دیکھیں گے صدہا اتار دیکھیں گے

آبر۔ منشی رگھبر دیال خلف منشی گوردیال صبر لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔ عرائض نویس عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

یہ کیا مرض ہی جو عیسیٰ سے بھی دوا نہوئی ہمارے درد جگر کو کبھی شفا نہوئی
اُمید خیر ہو کیا ہم کو زال دنیا سے کسی کی دوست جہاں میں یہ بیوفا نہوئی
بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو طویل زندگی بندۂ خدا نہوئی

آبر۔ پنڈت بشن نرائن صاحب در بیرسٹر کشمیری لکھنوی نہایت کہنہ مشق شاعر تھے اردو سے خاص دلچسپی تھی کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظر آتی نہیں جو چشم بلبل کو بھی گلشن میں
نگاہ شوق ان پھولوں کو چن لیتی ہے دامن میں

خدا جانے ہنسی کس کی ہے کس کی مسکراہٹ ہے
نہ غنچے مسکراتے ہیں نہ گل ہنستے ہیں گلشن میں

ہمیں فرمان آزادی نہ کیوں خط غلامی ہو
جو دست دوست میں تھا وہ قلم ہے دست دشمن میں

کیا کس کس کا خونِ آرزو پردہ نشینی نے
یہی دھبہ رہے گا شاہد عشرت کے دامن میں

بہت روتے ہیں اب ہم یاد کر کے عہد طفلی کو
جواں ہونے کی کیا کیا آرزوئیں تھیں لڑکپن میں

جن پر نثار شمس و قمر آسماں کے ہیں
وہ ذرے خاک کشور ہندوستاں کے ہیں

کہسار فصل گل میں پرستاں سے کم نہیں
کیا کیا طلسم سبزۂ آب رواں کے ہیں

اخلاق وضع طرز روش سب میں انقلاب
اب رنگ ڈھنگ اور ہی سارے جہاں کے ہیں

ہے عقل دنگ صفحۂ اول میں آج تک
کہنے کو گرچہ سات ورق آسماں کے ہیں

گل سے یہی اشارہ ہے شبنم کا بالیقیں
رونے کا یہ مقام ہے ہنسنے کی جا نہیں

آبرو۔ بابو شیو شنکر لال صاحب موہانی ساکن بلگرام ضلع ہردوئی۔ طبیعت رسا رکھتے ہیں۔

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہے
بھاری مگر مریض پہ فرقت کی رات ہے

ٹلتے نہیں ہیں قول سے جو کہدیا گیا
مردوں کے دم کے ساتھ ہی مردوں کی بات ہے

وہ زندگی بھی چشم زدن میں گزر گئی
سمجھے تھے جسکو ہم کہ بڑی کائنات ہے

آثر۔ لالہ جے نرائن ورما۔ بی اے۔ لکھنوی پہلے صانع تخلص کرتے تھے۔ رسالہ ناول کے اڈیٹر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور ناولوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب بندہ علی خاں زیبا کے شاگرد تھے اور زیبا نور علی خاں شیدا کے شاگرد تھے۔ شیدا کے استاد آتش تھے۔ دفعتہً ۳۶ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔

مدت سے بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے
کعبے کو جائیں یاد بتوں کی لئے ہوئے

ہمنے میخانے میں اللہ کا جلوہ دیکھا
عین کثرت میں نظر صورت وحدت آئی

اخگر۔ ٹیک چند دہلوی۔ دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت مقیم بنارس صوفی منش تھے۔

دو جہاں دینے میں ملتا تھا نہیں دیدار یار
ایسی شے نایاب ہمنے مفت سستی چھوڑ دی

اخگر۔ مسٹر نند کشور بی اے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروز پوری انگریزی کے علاوہ اردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں بہت

دلچسپی لیتے ہیں اکثر انگریزی نظموں کا ترجمہ فرمایا کرتے ہیں۔ غزل میں بھی ایک خاص رنگ ہے۔

ہمتو ناصح جیتے جی فکر قضا کرتے نہیں — چار دن کی زندگی کو ہیچ اکرتے نہیں
شمع کو عریاں ہی پایا پردۂ فانوس میں — حسن دیتا ہے خدا جن کو حیا کرتے نہیں
میں وفا پر مثل سابق ہوں ابھی ثابت قدم — آپ کیوں مجھ پر وہی مشق جفا کرتے نہیں
علم کے دریا میں آ کر ڈھونڈھ لو اسرار زیست — عام بازار میں یہ موتی بکا کرتے نہیں

احقر۔ راجہ سری پرشاد سررشتہ دار افواج نظام تلمیذ نائب لکھنوی۔

جب بگڑتی ہے تو کچھ بنتا نہیں تدبیر سے — گردشیں کھاتا ہے گردوں گردش تقدیر سے

احقر۔ منشی راج بہاری لال صاحب کلارک جج مین پوری تلمیذ احسن مارہری

تصویر ہے بغل میں دل داغدار کی — اجڑی ہوئی ہے ایک نشانی بہار کی
بس اب سحر نہ ہو گی شب انتظار کی — یہ رات یادگار رہے روزِ شمار کی

اخلاص۔ مہاراج سکھرام داس برہمہ چاری لکھنوی فارسی اردو میں صاحب دیوان تھے محلہ نواز گنج میں رہتے تھے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۸۰۸ء میں انتقال فرمایا

دنیائے بے ثبات میں آکر سو گئی کہاں — کھٹکا یہی ہے ہمکو کہ شام و سحر گئے
کہتے ہیں ہمسے آ کے یہ سب خفتگان خاک — اکدن چلو گے تم بھی ادھر ہم جدھر گئے

ارمان۔ راجہ جنم جی متر بنگالی۔ اردو فارسی کے قابل انشا پرداز شعر و سخن

مردانِ خدا خواہش دنیا نہیں کرتے　　آزادرہ و رسم کی پروا نہیں کرتے

الفت۔ راجہ الفت رائے لکھنوی عہد شاہی زمانہ میں فوج کے بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشا طبع ہو چکی ہے اردو میں کلیات مراثی کلیات سلام دیوان غزلیات قلمی جا بجا دیکھنے میں آیا لفظوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند

جب غور سے حیات کو دیکھو حباب ہے　　غفلت میں کس مزے سے گزرتی ہے زندگی

جو کمسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے

الفتی۔ راجہ الفت رائے دہلوی ولد رائے سکھن جی کایست ترک روزگار کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثال نقش پا　　جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

انجم۔ مہابیر پرشاد بی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلف اکبر منشی مولچند صاحب اثر بیکنٹھ باشی کایستھ سری واستو دوسرے متوطن خیرآباد محلہ بھولن پور ضلع سیتاپور سال ولادت سنہ ۱۹ء عمر ۳۰ سال۔ فارسی اردو دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیرآبادی سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود موہانی ایم اے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریب نظر رنگ گلزار نکلا　　پڑی آنکھ جس پھول پر خار نکلا

نہ ٹپکا اگر بن کے اشک ندامت　　تو دل میرے پہلو میں بیکار نکلا

قیام عمر رواں کا مسافرانہ ہے
جہاں میں رہتے ہیں جبتک کہ آب و دانہ ہے

عبث غرور ہے توفیق خیر بزرا ہے
اسکی رحمت و بخشش کا اک بہانہ ہے

مجھے ریاضت و طاعت پر اعتماد نہیں
سر نیاز ہے اور تیرا آستانہ ہے

فنا ہی کا ہے بقا نام دوسرا انجم
نفس کی آمد و شد موت کا ترانہ ہے

ہمکو توفیق محبت بھی اسی نے بخشی
ورنہ ممکن تھا کہ ہم اسکی تمنا کرتے

یہ حد محویت شوق ہے کہ بے ہوشی
بتا دے لے ارنی گو سے کوہ طور اتنا

اداشناس محبت ہر ایک دل ہو جائے
خدا ہی خاک کے پتلے کو دے شعور اتنا

ہمنے مانا عیش ہے دنیا میں لیکن کسقدر
دو گھڑی گر ہنس لئے تو عمر بھر رویا کئے

ہجر میں وصل کی امید پہ جینا ہے فضول
شب فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں

اے مرے جلوہ گہ ناز میں آنے والے
شوق دل ہے کہ نہیں ذوق نظر ہے کہ نہیں

خدا جانے یہ کس صاحب حیا کی آمد آمد تھی
پر پروانہ نے فوراً بجھا دی شمع محفل کی

کیوں ڈرنے لگا ابرو قاتل سے مرا دل
شیشے پہ کہیں چلتی ہے شمشیر کسی کی

ایک پہلو میں دل زار تھا وہ بھی نہ رہا
میرے سمجھانیکو ناصح ترے بہکانیکو

انور۔ پنڈت بشیشر ناتھ خلف پنڈت کشور ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق

کیا قصد کریں اٹھ کر گھر سے کہیں جانے کو
اب پھر دن ترستے ہیں ہم آپ میں آنے کو

الف

امین۔ پنڈت سروپ نرائن۔ بی اے کشمیری امرتسری

جب دیکھو رہروان عدم ہیں پئے سفر زنہار خالی پایا نہ اس رہگزار کو

خود فراموشی ہے مجھ کو منظور داستان غم ایام نہ پوچھ

بجلیاں دوڑگئیں رگ رگ میں جلوۂ حسن لب بام نہ پوچھ

کون بیٹھا تھا حریم دل میں رات کی بات سر عام نہ پوچھ

ایک بجھتی ہوئی ہے چنگاری حسرت عاشق ناکام نہ پوچھ

کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

ب

باقی۔ راجہ گردھاری پرشاد۔ محبوب نواز جنگ راجہ ونت بنسی قوم کایستھ سکینہ خلف راجہ ہری پرشاد۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ دولت آصفیہ کے رکن رکین حضور نظام کے خیر خواہ تھے مہتمم دفتر خانسامانی و سررشتہ دار تھے ۶۰ برس کی عمر میں ۱۹۰۰ء میں انتقال فرمایا۔

دریا سے موج موج سے دریا نہیں الگ ہم سے جدا نہیں ہے خدا اور خدا سے ہم

روئے جب اس بحر خوبی کیلئے موجزن چشموں سے اک دریا ہوا

بیدار۔ منشی بدر بہادر سنگھ بی۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ گورکھپور۔ عمر تخمیناً چالیس سال شاگرد نسیم خیرآبادی۔

جاگے نصیب باغ کے سبزہ ہرا ہوا رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

حُسنِ مطلق کی جھلک اسمیں نظر آتی ہے بدرِ آئینۂ قدرت تو نہیں دل میرا

برق۔ پنڈت جوالا پرشاد۔ برق۔ بی۔ اے ساکن قصبہ محمدی ضلع کھیم پور متوطن لکھنؤ۔ تلمیذ امیر مینائی ۱۸۸۵ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے پھر عدالت خفیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جناب صفی سے مشورۂ سخن لیتے تھے اُردو زبان آپ نے اساتذۂ اُردو سے حاصل کی اُردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی۔ تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا۔ کلام آپ کا عیوب شاعری سے پاک ہے۔ بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اُردو میں ترجمہ کئے بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے۔ روہنی۔ بنگالی دلہن۔ مرنالنی۔ مارستین معشوقۂ فرنگ۔ گلنار فیروز آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ اور بہت سی خدمت زبان کی انجام دی۔ دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا دفعتہً سال ۱۹ء میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔

دُنیا میں ظہور صبح ہوا گلشن پر کیسا جوبن ہے
خورشید کا غنچہ کھلنے لگا اللہ کی قدرت روشن ہے

پیارے پیارے مرغان چمن۔ شاخوں پر بیٹھے گاتے ہیں
چلتی ہے نسیم روح فزا جھونکے اٹھلاتے آتے ہیں

باغوں میں ہزاروں پھول کھلے کیا بھینی بھینی خوشبو ہے

مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اک وجد کا عالم ہر سو ہے
ہر پھول میں اسکی خوشبو ہو اکسیر ہے کلی بوٹی بوٹی میں
ہر شاخ میں ہیں اسکی خاصیت تاثیر ہے پتی پتی میں
پودوں میں جڑ و بیخ زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا
دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ اسنے دوا

مثنوی بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی،
کس ناز سے ہے بہار آتی

کمسن البر حسین انیلی
چوتھی کی دلہن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اٹھتی کونپل ابھار کے دن

گہنا پھولوں کا زیب تن ہو
دھانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے

گھونگھٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولوں کا منہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن میں آئی
اک سبز پری چمن میں آئی

اتری گلشن میں جب سواری
سورج نے آرتی اتاری

گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اڑکر

شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت میں گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنوں نے مور چھل ہلایا

نہریں ہر بھر کے لائیں پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیاں اشجار نے منائیں — میووں کی ڈالیاں لگائیں
غنچوں نے چٹک کے لیں بلائیں — بلبل نے چہک کے دیں دعائیں
ہر شاخ نے جھک کے کی سری ٹیک — ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
مرغان چمن نے گیت گائے — کیا کیا نئے زمزمے سنائے

بدلی پھولوں نے اپنی وردی — اودی زنگاری لاجوردی
بھوروں نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقۂ گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

برق۔ بابو شیام سندر لال۔ بی اے ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ سیتاپور۔ خلف منشی کشن پرشاد سربراہ کار کورٹ ابن منشی سیتل پرشاد قانون گو و زمیندار موضع اسمٰعیل پور ولادت ۱۸۷۱ء بموضع اسمٰعیل پور ضلع سیتاپور شاگرد جناب قیس مولوی تلمیذ قدر بلگرامی و وسیم خیرآبادی و لسان الملک ریاض خیرآبادی۔ ابتدائے تعلیم فارسی سے شروع ہوئی۔ مولوی وزیر احمد صاحب نے تعلیم فارسی کی تکمیل کی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے انٹرنس پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ بی اے کلاس سکنڈ ڈویژن میں پاس کیا تھا کہ والدہ بیمار ہو گئیں دو برس تک ماں کی خدمت میں رہ کر ۱۸۹۵ء میں انکا انتقال ہو گیا۔ انکے دو برس کے بعد والد کا انتقال

ہوگیا۔ بابو ہر پرشاد چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکنڈ ماسٹر تھے
انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لا کا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس
کرکے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اُردو زبان کا شوق مدت
سے تھا فارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل اُستاد تھے
آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوۂ برق اور مثنوی شاہ سیر اور مثنوی
سلک مروارید طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مرلیدھر
ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے منشی سکھدیو پرشاد
کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور مہتاب تخلص کرتے
ہیں۔ آپ کی عمر اسوقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپکے اسلاف اکبر بادشاہ کے
زمانہ سے اسمعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی پھٹ نہ پڑتی چار تنکوں سے
نشیمن کیوں اجاڑا فصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں
تلاش یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تو نے

انسان ہی جہاں میں وہ آدمی کہ جو
ظالم نہیں حریص نہیں عیب بیں نہیں

صبح پیری نے کر دیا بیدار
ہائے اب لطف خواب جاتا ہی

بتا اے طالب دنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
غریب و نادار بیکس کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
یتیم بے نوا نے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
گدائے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش دردمندوں کو
کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمارداری کی
کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
یتیم دل شکستہ کو کبھی الفت سے پالا ہے
غریق بحر آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
کبھی تو نے کسی مظلوم کی عقدہ کشائی کی
کبھی مقصد برآری کی کسی محتاج خستہ کی

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریب دل شکستہ کی
ذرا تو سوچ اے ناداں رہے گا کامراں کب تک
ترے گلزار میں آخر نہ آئے گی خزاں کب تک
دو روزہ زندگانی میں رہے گا تو جواں کب تک
رہے گا آسمان پیر تجھ پر مہرباں کب تک
نظر کر ایک مشت خاک سے کم تیری ہستی ہے
عبث اس دار فانی میں غرور و جوش مستی ہے

برق ۔ منشی رام رکھا سیالکوٹی حال مقیم کراچی عمر تخمیناً ۴۰ سال

توبہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر ہے یہ مجھے — ہیں جام دور میں عرق انفعال کے
انکی ہنسی پر آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے — پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو ملال کے
تکلیف سیر باغ نہ دو مجھ نحیف کو — نرگس نہ دیکھ لے کہیں آنکھیں نکال کے
جوہر شناس شعر کریں چشم التفات — لایا ہوں بحر فکر سے گوہر نکال کے
کیا خوب برق تو نے دکھایا ہے زور طبع — کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے
نسیم لائی ہے گلشن سے پھولوں کی خوشبو — شہید ناز کی تربت بسائی جاتی ہے

برق ۔ منشی مہاراج بہادر برق بی اے منشی فاضل ۔ ایس اے ۔ ایس دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۴ء مقام دہلی وطن آبائی بسکیٹ ضلع ایٹہ خلف منشی ہر نرائن داس حسرت ابن منشی خوبچند

وکیل شاہی آپ کی نیچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شایع ہو چکی ہیں تمام نظموں کا مجموعہ مطلع انوار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۴۶ سال

روح فلسفہ

عقل دقیقہ رس سے تھا کل شب میں ہمکلام — پرتو فگن ہوے مرے دل میں خیال چند
میں نے کہا یہ عقل سے اے مایہ علوم — بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھ سے سوال چند
ہے یہ طلسم ہستی موہوم کیا بلا — اسنے کہا یہ خواب ہے یا ہیں خیال چند
میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہے چیز کیا — اسنے کہا کہ دردسری اور وبال چند
میں نے کہا کہ زیر نگیں کس طرح ہو نفس — اسنے کہا ملیں جو اسے گوشمال چند
میں نے کہا کہ اہل ستم کون لوگ ہیں — اسنے کہا ہیں سگ و گرگ و شغال چند
میں نے کہا کہ بحث خلائق ہے چیز کیا — اسنے کہا کہ بے سروپا قیل و قال چند
میں نے کہا کمال ہے اہل جہاں کا کیا — اُسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند
میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام — اُسنے کہا کہ پند ہیں یہ حسب حال چند

دورنگی زمانہ

دورنگی دنیا کے سودوں کے تماشے — دکھاتی ہے گردش یہاں ہر کسی کو
نزاکت سے ملتا ہے پھولوں میں کوئی — میسر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کسی کا ہے ملبوس عریانی تن — ہے تنزیب زیبائش ہر کسی کو
کوئی مست ہے خندہ جام مے سے — رُلاتا ہے خوں دیدۂ تر کسی کو
کوئی خاک اُفتادۂ بے نوا ہے — میسّر ہے اورنگ و افسر کسی کو
کہیں رات بھاری ہے بیمار غم پر — ملی ہے شب وصل دلبر کسی کو
اقامت گزیں ہے کوئی قصر زر میں — پھراتی ہے تقدیر در در کسی کو
مگر کوئی سلطان ہو یا بینوا ہو — مہم ایک درپیش ہے ہر کسی کو
اجل اس جہاں سے اُٹھا کر رہیگی — مقدم کسی کو موخر کسی کو

گرونانک

شمع جاں افروز لعل شب چراغ معرفت — جلوہ پاش نور حق روشن دماغ معرفت
بیخود و توحید سرمست ایاغ معرفت — خضر منزل سالک گنج فراغ معرفت
تیری ہستی تھی سراپا پردہ ساز لطیف — جسکے نغموں میں نہاں قدرت کا تھا راز لطیف
پیکاں ہیں غنچے ناوک دلکش ہیں شاخ گل — اب کیا خطا کرے گا نشانہ بہار کا
گلچیں نے پھول توڑ کے دامن میں بھر لیے — لوٹا ہے سنگدل نے خزانہ بہار کا

بخشی . لالہ سورج بخش صاحب خیرآبادی مصنف مثنوی بخشی سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

رنگ اُنکے دلفریب تو بو ناگوار طبع — ایسے بھی پھول ہیں چمن روزگار میں

ہمیشہ عیش و راحت کا رہا طالب زمانے میں
نہ وہ زیر فلک نکلا نہ یہ زیر زمیں نکلی

بسمل۔ منشی لعل چند ساکن میوہ منڈی پشاور شاگرد۔ تاج الشعراء، منشی بیلی رام شاطر امرتسری۔

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب
طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں

زیر فرماں ہیں مرے جن و بشر
پرتو نقش سلیمانی ہوں میں

اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر
آہ وقف کار نادانی ہوں میں

بسمل۔ لالہ مولا رام ہیڈ ماسٹر عمر تخمینا ۲۰ سال۔ شاگرد لسان الملک ریاض خیر آبادی۔

عنادل نغمہ زن ہیں غنچے ہنستے ہیں چٹکتے ہیں
اتر آئی فلک سے کوئی جنّت یا گلستاں ہے

خزاں کا دور کانٹوں کی عملداری گل افسردہ
چمن لٹتا ہے یارب یا کوئی خواب پریشاں ہے

بسمل۔ لالہ بانکے لال صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد۔

اب کام کیا رہا انھیں شرم و حجاب سے
سو شوخیاں نگاہ میں آئیں شباب سے

بسمل۔ منشی سکھدیو پرشاد صاحب تنہا۔ الہ آبادی عمر تخمیناً ۲۰ سال تلمیذ نوح ناروی،

حیراں ہوں رنگ خانۂ قدرت کو دیکھ کر
لکھا ہے برگ گل پہ فسانہ بہار کا

دامن میں اپنے پھول ہیں موتی بھرے ہوئے　　شبنم لٹا رہی ہے خزانہ بہار کا

وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا
چار لفظوں میں کہیں کیوں کر فسانہ رام کا

اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھے مقدر کے دھنی
جن کی چشم شوق نے دیکھا زمانہ رام کا

بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے بسمل یہی
دیش بھارت میں پھر آ جائے زمانہ رام کا

شمع قدرت یہی کہتی ہے سر بزم ازل　　جسکو جلنا ہو وہ پروانہ محفل ہو جائے

دُنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے
آغاز تمنّا دیکھ چکے انجام تمنّا دیکھ چکے

ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی دی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر
مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنیکا تماشہ دیکھ چکے

بشاش ۔ منشی دیبی پرشاد صاحب خلف منشی نتھن لال بہجت کایستھ بھوپالی ساکن اجمیر شریف مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعددہ کچھ زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ رُوئے یار ہم　　جل گئے لائے نہ تاب گرمیٔ دیدار ہم
عشق میں پایا ہے ہمنے کیا بشاش　　جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

بہار۔ لالہ ٹیک چند کھتری ساکن نہر نواب سعادت خاں واقع شاہجہاں آباد مولف کتاب "بہار عجم" و نسخہ "نوادر المصادر و جواہر الحروف" شاگرد رشید سراج الدین خاں آرزو۔ دھرم چند ولد دیپ چند خلف لالہ برج لال ابن لالہ ٹیک چند بہار لکھتے ہیں کہ جد امجد نے بہار عجم کو سات مرتبہ اپنے قلم سے خوشخط صاف نقل کیا۔ آٹھویں مرتبہ نقل کر رہے تھے کہ موت نے مہلت نہ دی ستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آٹھویں نقل کو ان کے شاگرد رشید اندرمن نے باوجود کم فرصتی نقل کر کے پورا کیا۔ فارسی میں آپ کا دیوان تیار کیا۔ اردو میں بہت کچھ کلام تھا جو ضایع ہو گیا۔ دھرم چند ۱۸۶۵ء تک بقید حیات تھے۔ بہار ہمیشہ میر و سودا کے ہم مشاعرہ رہے ہندو شعرا میں اوّلیت کا تاج انکے سر پر رکھا گیا۔

وہی اک آسماں ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہوں کچھ مغفرت کم ہے

نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش سے
ہمیں ایسا خرابی کیا تجھ کو منا جاتی

بہجت۔ منشی بہن لال ولد کشن چند قوم کایست متوطن بھوپال مقام پیدایش مقام سرونج ضلع مالوہ تعلیم و تربیت ریاست ٹونک میں پائی بصیغۂ ملازمت

اجمیر میں آپ پچیس برس کی ملازمت کے بعد پنشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اُردو فارسی دونوں زبانوں پر قادر تھے ۴۰ سال کی عمر میں سمبت ۱۹۵۹ میں انتقال فرمایا۔

حق کہا منصور نے تو بھی چڑھایا دار پر ۔۔۔ اسلئے رہتے ہیں ہر دم واقف اسرار چپ
تلاش دل میں جاتا ہے یہ اے چشم ۔۔۔ نہ روک اس قاصد اشک رواں کو

بہادر۔ راجہ بینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ دار بہار و اڑیسہ تھے

سیاہی مُو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی ۔۔۔ ہمارے جامہ کہنہ سے بو کی بو نہ گئی

بیتاب۔ لالہ کشن نرائن کھتری۔ بنارسی مقیم آگرہ سابق مہاراجہ نیپال مقیم بنارس کی سرکار میں مختار رہے تیس برس ہوئے کہ انتقال کیا۔

آبرو بیتاب کب پائیں وہ جو بے علم ہیں ۔۔۔ مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا
مجھ زار کو کہتا ہے وہ ہنس ہنس کے دم نزع ۔۔۔ گل ہونا ہی اچھا ہے چراغ سحری کا
کھولا نہ دست کرم اے منعمو بیٹھے ہو کیوں ۔۔۔ ایکدن اٹھنا پڑیگا اب یہ ساماں چھوڑ کر
عاشق معنی کبھی ہوتے نہیں صورت پرست ۔۔۔ شیخ جاتا ہے حرم کیوں کعبہ دل چھوڑ کر

عبث ہے منعمو تم کو بھروسہ جاہ و ثروت کا
زمانہ کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے دم بھر میں

آج کا کام چھوڑ مت کل پر ۔۔۔ زندگانی کا اعتبار نہیں
صحبت پیراں جوانو فیض سے خالی نہیں ۔۔۔ یہ کماں کا زور ہی جو دیکھتے ہو تیر میں

کون کس کا ہے بزم غم میں شریک ابر روتا ہے برق ہنستی ہے
مغتنم جان صحبت احباب یہ بھی اک اتفاق ہستی ہے
بڑھے اتنی ہی جتنی خرچ کیجئے کوئی دولت نہیں بہتر ہنر سے

بیتاب۔ منشی ونایک پرشاد کھتری دہلوی۔

دل کی خطا ہے کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا نادان تھا جو آپ کی محفل میں رہ گیا
پائی نہ تھاہ اسکی نہ دائی کی حشر تک دریا بھی ڈوب کر لب ساحل میں رہ گیا

بیتاب۔ منشی جگبیشر ناتھ صاحب وربا بریلوی عمر تخمیناً تیس سال آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔

ستارے

یہ عقیق ہیں جو سورج نور سے حوروں نے رولے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجوم ضوفشاں سے نور کا عالم ہے گردوں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوش کے داماں سے
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلی شب نے
مرتب بزم انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بجھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

کون کس کا ہے بزم غم میں شریک | ابر روتا ہے برق ہنستی ہے
مغتنم جان صحبت احباب | یہ بھی اِک اتفاق ہستی ہے
بڑھے اتنی ہی جتنی خرچ کیجئے | کوئی دولت نہیں ہنر سے

بیتاب۔ منشی ونایک پرشاد کھتری دہلوی۔

دل کی خطا ہی کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا | نادان تھا جو آپ کی محفل میں رہ گیا
پائی نہ تھاہ اسکی خدائی کی حشر تک | دریا بھی ڈوب کر لب ساحل میں رہ گیا

بیتاب۔ منشی جگبیشر ناتھ صاحب ورما بریلوی عمر تخمیناً تیس سال آجکل سے کے نوجوان شاعر ہیں۔

ستارے

یہ موتی ہیں جو موج نور سے حوروں نے رو لے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجوم ضوفشاں سے نور کا عالم ہے گردوں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوش کے داماں سے
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلی شب نے
مرتب بزم انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بجھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

کسی کے ساغر رنگیں سے کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے
ستارے کب ہیں چشم شوق تیرا وہم باطل ہے
جو آنسو جوش غم میں رات کو بیتاب ٹپکے تھے
ستارے بن گئے گر کر تمری کی چشم گریاں سے

بیتاب ـ منشی رام چندر بیتاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد داغ دہلوی ۔

وادی الفت میں ہے دل رہنما کیا ہوں جو پائے مدد رہبر سے ہم

بیدار ـ راجہ ہر کشن سنگھ بہادر جاگیردار کشن کوٹ ضلع گورداسپور۔ رئیس امرت سر ۱۸۸۴ء میں شاعری کا شوق ہوا ـ نواب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے اور اُستاد کو بہ اصرار کشن کوٹ میں طلب کر کے کئی مہینے مہمان رکھا ـ آپ کی عمر ۵۰ سال کی ہے ۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے دل میں سوزش کباب کی سی ہے

بے صبر ـ لالہ بالمکند سکندر آبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کانجی مل کا تیھ شاگرد غالب و منشی ہر گوپال تفتہ ستر برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا

مدعا گر ہے تو یہ ہے عاشق دلگیر کا اشک میں ہونا اثر کا آہ میں تاثیر کا
رخصت ہوا وہ اشک ہمارے نکل گئے خورشید کے چھپتے ہی ستارے نکل آئے

بیفکر ـ منشی ہر پرشاد ٹیچر کایستھ ولد منشی دیبی دیال متعدی چھوٹی ٹھکرا ی صاحبہ لکھنوی ۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۲۶ء کو انتقال ہوا

اِس زمانے میں وہ خوش ہی جو مُرّت نہ کرے　　رات دن رنج اُٹھاتے ہیں مُرّوت والے

بیہوش ۔لالہ گوردیال کایستھ وکیل عدالت لکھنؤ ۱۸۸۰ء تک بقید حیات تھے۔آپ کے مناظرے اکثر شعرا سے رہتے تھے۔

ہر چند کی ہی دیر و حرم میں بہت تلاش　　مِلتا نہیں ہی یار کے گھر کا نشاں مجھے

مضمون قدِ یار نہایت بلند ہے　　گویا زمین شعر ہوئی آسماں مجھے

بیخود ۔منشی نرائن داس دہلوی شاگرد میر دردؔ

مے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے واعظ

بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کو

بیدل ۔پنڈت کیلاش نراین صاحب کول۔بی اے۔ایل ایل بی وکیل مظفر نگر

دیکھا ہے جب سے جلوۂ رخسار یار کو　　ہے خیر باد گل کو چمن کو بہار کو

احساس درد کیا ہو ترے جاں نثار کو　　گلبن سمجھ چکا ہی جو ہر نوک خار کو

بیغرض ۔پنڈت نندلال ولد خلف پنڈت ٹیکالال در متوطن سری نگر کشمیر قوم برہمن عمر ۲۹ سال تاریخ ولادت ۲ اجیٹھ سمبت ۱۹۴۲ تعلیم مڈل پاس مدرس سری پرتاب مڈل اسکول سری نگر کشمیر کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔

اے خالق کون و مکاں اے مالک ہر دو جہاں

اُجڑا ہوا ہے آشیاں ہے تنگ ہم پر آسماں

گلشن میں ہے باد خزاں بلبل ہوئے ہیں نیم جاں

کشتی پہ ہے طوفاں رواں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

پروانہ۔ راجہ جسونت سنگھ عرف کاکا جی جاگیردار قصبۂ منڈیاؤں و مہونہ ضلع لکھنؤ خلف راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد منشی سرب سنگھ دیوانہ ملک الشعرا میر تقی میرا اور اُن کے بعد مصحفی سے بھی اصلاح سخن لی ہے صوفی منش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے ۱۲۵۰ء میں انتقال کیا۔

بحر ہستی میں ترا جسم ہے مانند حباب — تس پہ اکدم کے ہوا کھانے پہ مغرور ہے تو
کون مدفون ہے چمن میں صبا — جس کی تربت پہ گل فشانی ہے
پوچھتے اب ہو مرغ دل کا حال — کب سے وہ جنت آشیانی ہے

پرتم۔ جگناتھ پرشاد کایستھ گورکھپوری۔ آغائے سخن وسیم کے شاگرد ہیں۔ عمر تخمیناً ۴۴ سال۔

کسے جلوہ دکھائیں کون دیکھے تاب کسکی ہے — سر طور آؤ اے موسیٰ وہ ہمکو یاد کرتے ہیں
ملاتے ہیں اسے کیوں خاک میں جس دل میں رہتے تھے — ذرا سوچیں گھر اپنا آپ کیوں برباد کرتے ہیں

پورن۔ منشی پورن سنگھ کایستھ دہلوی تلمیذ سعادت یار خاں رنگین علم وید کے ماہر تھے ۱۸۶۰ء میں انتقال فرمایا۔

اس میں داری ہی لازم ہے سدا لوٹن | سامان سفر رکھے تیار فقیر اپنا

پنڈت ۔ دیا رام ولد پنڈت رُوپ چند کشمیری دہلوی فرخ آباد میں نواب عماد الملک کی جاگیر کے منیجر تھے ۔ فارسی کلام میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن لیتے تھے آپ کی اُردو شاعری نے شاہ عالم ثانی کے عہد میں عُروج پایا ۔

کیسے دل اسپہ شیدا نہ ہوئے | جسکا ثانی ہی پیدا نہ ہوئے
اسنے اب تک ادھر گزر نہ کیا | آہ نے آہ کچھ اثر نہ کیا

ت

تاب ۔ پنڈت مہتاب رائے کشمیری دہلوی استعداد علمی بھی معقول تھی ۔ انیسویں صدی کے آغاز تک بقید حیات تھے ۔

یا تنگ کر ناصح ناداں مجھے اتنا | یا چلکے دکھا دے ہن ایسا کمر ایسی
قافلے میں آج کیا شور فغان و آہ ہے | ناقہ لیلیٰ کے شاید قیس بھی ہمراہ ہے

تائب ۔ منشی کھنو لال ولد منشی جھاؤ لال ناصب ابن جناب واجب لکھنوی سرفرازی یافتہ میر محبوب علیخاں عرش مکاں والی دکن ۔
بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہے ۔
گوشہ نشین لکھنؤ ہیں آپ کے شاگرد اطراف میں بہت ہیں ۔

نکیرین اسقدر جلدی ہے کیا ٹھہرو ذرا دم لو | ابھی تو ہم تھکے ماندے چلے آتے ہیں منزل سے

اب ناتواں بہت فلک پیر ہو گیا   چلتا ہے کہکشاں کا عصا لیکے رات کو
کودک ہوا جوان ہوا پیر ہو گیا   ایام زیست کتنے ہیں انساں کے کیا ہی جلد

تاثیر۔ منشی بانکے لال عرف ریکولال کایستھ سکسینہ خلف منشی جھنگی لال بیزؔ دلگیر مرثیہ گو۔ شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر تخمیناً ۶۰ سال

جوہر دکھا رہی ہے زبان ذوالفقار کا   لکھتا ہوں وصف ابروئے خمدار یار کا
آئی خزاں تمام ہوا موسم بہار کا   کیونکر نہ بلبلوں کے اڑیں ہوش باغ میں

تسلیم۔ منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی مہر۔ ایک دیوان غنچۂ مراد طبع ہو چکا ہے۔ تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی۔

طفل اشک ایک بھی آغوش میں پلنے نہ دیا   چشم تر حال پہ تیرے میں کہاں تک روؤں
کوئی ارمان مرے دل سے نکلنے نہ دیا   کجروی نے فلک پیر کے اے وائے نصیب

تسلیم۔ منشی بالگوبند ممبر میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ اناؤ۔ اکثر لکھنؤ آیا کرتے تھے ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

ملتا نہیں ہے انکا نام و نشاں کہیں پر   جو پاؤں تمکنت سے رکھتے تھے زمیں پر

تسلّی۔ رائے ٹیکا رام خلف بخشی گوپال رائے لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۸۶۰ء تک بقید حیات تھے۔

کیا اعتبار زندگی مستعار کا   فہمید والے کرتے ہیں دولت پہ کیا گھمنڈ
مجھ کو یہی ہوس ہے کہ وہ مجھ سے آ ملے   جو چاہیے سلطنت اسے ظل ہما ملے

تبسّم۔ منشی سُورج بلی صاحب خوشنویس لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ۔ منشی جیراتی لال شگفتہ ان کے چچا اور اُستاد تھے۔ آجکل منشی نولکشور کے مطبع میں کتابت کرتے ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

ہمتو کیا ہیں نذر دل آ آکے دیں گے سیکڑوں
آپ تو کچھ دل کے لینے کا ہنر پیدا کریں
کیا لگائیں یار بے پروا سے اپنے دل کو ہم
فائدہ کیا جان شیریں کا ضرر پیدا کریں

تصوّر۔ کنور فتح بہادر تعلقدار کوڑا جہان آباد تلمیذ آغا شاعر ۲۰ برس کی عمر میں سمبت ۱۹۵۴ میں انتقال کیا۔

دیکھتے دیکھتے ندارد ہیں، ہمسے نازک حباب کیا ہوگا
قضا آئی اور پھر گئی ہاتھ ملکر سنبھالا مجھے درد دل نے سنبھلکر

تمیز۔ منشی کالی رائے ابن لالہ دیبی دیال عزیز متوطن فتحگڈھ

آمد یہ صحن باغ میں کس گلبدن کی ہے جو روح باغ باغ نسیم چمن کی ہے
اچھے وہ ہیں جو مر کے تری خاک راہ ہوں مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تمنّا۔ منشی رام سہائے تمنا۔ پنشنر ڈپٹی انسپکٹر مدارس خلف لالہ پورن چند بن لالہ الیسری پرشاد شعاعی ساکن قدیم محلہ نوبستہ کایستھ سکسینہ شاگرد منشی شنکر دیال صاحب فرحت۔ سابق اڈیٹر اخبار تمنائی و حال اڈیٹر رسالہ دربار

مالک مطبع تمنائی عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

عشق کی لو میں جو پروانے کو جلتے دیکھا
شمع کو بھی غم عاشق میں پگھلتے دیکھا

بعد مردن وہ ہی مٹی میں ملے خاک ہوئے
جنکو محلوں میں بڑے ناز سے پلتے دیکھا

تازگیِ کرمِ حق سے تمنا ہمنے
نخل اُمید دلی پھولتے پھلتے دیکھا

گل گلشن میں رنگ و بو نہ سہی
بے وفا کی بس آرزو نہ سہی

اے تمنا ہو آبرو سے بسر
تاج شاہی کی آرزو نہ سہی

یوں تو میں ہر روز و شب مصروف کاروبار ہوں
لیکن اس دُنیا کے جھگڑوں سے بہت بیزار ہوں
کمسنی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی
پھر بھی اب تک خدمتِ قومی کو میں تیار ہوں

ہی بادہ نوش باعثِ نقصان جان و مال
مشہور اس سبب سے ہی میخوار خوار آج

یہ انقلابِ وقت تمنا ہے دیکھ لو
ہنستے تھے کل جو رونے لگے زار زار آج

تمنا۔ منشی چھیدی لال صاحب کا کوروی ملازم سررشتہ تعلیم، شاگرد طاہر فرخ آبادی۔

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغ عالم میں
خدا نے سرو کو دنیا میں باثمر نہ کیا

چھپا کے مجھسے یہ باتیں الگ الگ کرنا
ملیں کلیم تو اُن سے ہو گفتگو میری

وفا جو آج ہی وعدہ کرو تو کیا ہو جائے
یہ کوئی فرض ہو محشر ہی جب بپا ہو جائے

تنویر۔ بابو پیارے لال صاحب سیتاپوری عرائض نویس۔

ہم نے کہتے تھے نہ دنیا دشمنوں کو جام عشق | اب ٹوٹے پھرتے ہیں کمبخت دردنام عشق
اتنیا رنج و راحت جوش وحشت میں کہاں | ایک مجھ وحشی کو ہی آلام عشق آرام عشق

ش

ثابت۔ منشی روپ کشور کایستھ ماتھر خلف منشی جگموہن لال شاگرد مولوی میر تقی نائب تحصیلدار گھاٹم پور۔

کیا کہوں حال مریض عشق میں | کم بہت بچتے ہیں اس آزار کے

ثاقب۔ منشی بشن دیال قوم کایستھ سری باستو۔ وکیل ہائیکورٹ کانپور ابن منشی ارجن سنگھ

ہمسنگ ازل سے ہے دو رنگی زمانہ | گر سبز زمرد ہے تو ہے لعل یمن سرخ

ثاقب۔ راجہ شیو پردھان مہاراجہ جے گوپال سنگھ بیکنٹھ باشی مصاحب آخری شاہ اودھ و داروغہ مرزا فریدوں قدر قوم کایستھ رئیس سندیلہ سنہ ۱۹۰۸ء میں ستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

جو رنج دیتے ہیں اللہ انکو خوش رکھے | ہم اپنے منہ سے کسی کی کریں برائی کیا
نتیجہ جسکا عداوت ہو وہ محبت کیا | جو آشنا کرے غم سے وہ آشنائی کا

ثاقب۔ پروفیسر کنھیالال۔ ایم۔ اے آر۔ اے۔ ایس۔ امرتسری آپ کا کلام اکثر رسائل میں شایع ہوتا ہے۔ بعض نیچرل نظمیں کھا اچھی ہوتی ہیں۔

بجلی

فضا خاموش ہو عالم سراپا محو ہستی ہے
جہاں میں ذرہ ذرہ سے مُی عشرت برستی ہو

صدائے خاموشی سی گونجتی ہو سبزہ زاروں میں
ہوا محبوس ہو گویا چمن کے رازداروں میں

فلک پر ہو چلی ہو چاند کی رفتار بھی ہلکی
عجب عالم ہو اسکو خبر تک بھی نہیں کل کی

وہ دیکھو اُس سرے پر سامنے والی پہاڑی ہو
کوئی روشن جبیں رخ سے پردے کو ہٹاتی ہو

ثمر - منشی اودھ بہاری لال صاحب لکھنوی کایست خلف کنور چندی لال صاحب نہال بن راجہ جیالال صاحب گلشن ۱۸۵۹ء میں موضع سیتاپور میں پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ عزیزالدین عزیز لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی امتحان میں کامیابی حاصل کرکے آگرہ و اودھ کے مختلف مدارس میں فارسی مدرس رہے کایست سماچار الہ آباد کایست اپدیشک لکھنؤ و کایست اخبار لکھنؤ کی اڈیٹری بھی کی ۱۹۰۸ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۲۱ء میں جوان بیٹے خلف اکبر بابو برجھوندیال کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جسنے بڈھے باپ کو زندہ درگور کردیا۔ طبیعت دُنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہوگئی۔ بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجموعہ خیابان ثمر کے نام سے چھپواکر شایع کردیا اسوقت آپ کی عمر ۷۰ برس کی ہے۔

تم سے کیا کہہ کے کروں بات بھی کھو دوں اپنی
جو نکالے وہی پوچھے تری حسرت کیا ہے

کیوں نہ ہو مجھکو جستجو تیری   دل میں رہتی ہے آرزو تیری

ثمر۔ لالہ متھرا پرشاد کایستھ سکسینہ لکھنوی شاگرد منشی خیراتی لال شگفتہ لکھنوی

پیرو عارف کامل کو خدا ملتا ہے   جادۂ راہ سے منزل کا پتہ ملتا ہے
جسقدر صاف رہے مجھ سے کوئی میں ہوں صاف   آئینے سے دل پر نور مرا ملتا ہے

ج

جرّی۔ کنور ہری سنگھ اڈیٹر اخبار راجپوت گزٹ لاہور شاگرد لالہ شگن لال روشن

اے ہند زمانہ وہ ترا یاد ہے مجھ کو   اس دور گزشتہ کی فضا یاد ہے مجھ کو
وہ اہل شجاعت کی وفا یاد ہے مجھ کو   وہ تیرے جواہر کی ضیا یاد ہے مجھ کو
تھا تجھ سے مزیّن سحر و شام کا سکہ
چلتا تھا خدائی میں ترے نام کا سکہ

میداں تھا ترے قصر کا میدان شجاعت   ہر ذرّہ تھا پروردۂ دامان شجاعت
تھا ہاتھ میں تیرے سر و سامان شجاعت   پلتے تھے تری گود میں مردان شجاعت
ہر پھول یہ کہتا تھا سردار ہوں میں بھی
ہر شاخ کو دعوے تھا کہ تلوار ہوں میں بھی

جگر۔ منشی رنگت بہادر بی اے وکیل گورکھپور عمر تخمیناً ۴۵ سال شاگرد وسیم

تنگدستی تو زمانے میں پھٹکتی بھی نہیں — حرص کا پاؤں جو چادر سے نہ باہر ہوتا
وادیِ عشق ہی صحرائے مصیبت ہے یہیں — خضر کیونکر مرا اس راہ میں رہبر ہوتا

جگر۔ مسٹر شام موہن لال صاحب بریلوی عمر ۴۰ سال۔

کسی کی راہ میں اک جا کے ٹھہرے سمجھا ہوں — مرا وجود ہی کیا چیز اور میں کیا ہوں
میں ہی تھا جو ہر تخلیق دہر روز ازل — بہار حسن دو عالم ہی میرا حسن عمل
گدائے دولت اور اک بیر علم و ہنر — مری نگاہ کا محتاج عقل کا جوہر
جمیل مہر فلک سے بھی میری ہستی ہے — بلند شان ملائک سے میری پستی ہے
بہار موجِ تبسم ہے میری شیدائی — خزاں ظہور نم اشک کی تمنائی
حیات و مرگ مرے پردہائے ساز وجود — ازل ابد مری ہستی مستقل کے حدود
جبین عشق مرے سجدہ سے منور ہے — نگاہ عشق مری خوشۂ حسین جوہر ہے
ہے ذات پاک کی آئینہ دار ذات مری — بنائے رونق دیں رونق صفات مری

جنگ۔ جنگ بہادر میرٹھی۔ ناظر عدالت کلکٹری و محکمۂ بندوبست اڈیٹر اخبار آئینۂ ہند انگریزی فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے ۱۹۰۱ء میں ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں گیا دل سے پیکان نکلکر — اٹھا درد بھی ساتھ پہلو بدل کر
مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ — بدل دونگا دنیا کو کروٹ بدل کر

جواں۔ ہزاری لال لکھنوی شاگرد قدر بلگرامی ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔

ہم تم تھے کوئی روز ازل رخنہ گر نہ تھا
انساں تو کیا ہے جبر ملک کا گزر نہ تھا

پتھر کا تیرا دل ہے تو فولاد کا جگر
اس پر بھی میرا نام کوئی بے اثر نہ تھا

جوہر۔ منشی کدار ناتھ بسوانی تلمیذ جگر بسوانی نومشق شاعر ہیں۔

جانتا ہوں عشق میں اس سے تو کچھ حاصل نہیں
کیا کروں مجبور ہوں قابو میں میرا دل نہیں

لاش ٹھکرائے وہ قاتل آکے اپنے ہاتھ سے
اور تو کوئی بھی باقی حسرت بسمل نہیں

جوش۔ پنڈت لبھو رام محرم پوری مدرس اول ضلع جالندھر عرف جوش ملسیانی
معاون اعزازی رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور۔

خنجر جو کھینچ کے پنجۂ قاتل میں رہ گیا
ارمان قتل کا دل بسمل میں رہ گیا

حسرت نصیب ہے جو ہو کر شکستہ پا
منزل سے دور حسرت منزل میں رہ گیا

لخت جگر سے مجکو زیادہ عزیز ہے
ٹوٹا ہوا جو تیر ترا دل میں رہ گیا

جوش۔ پنڈت ہری ہر ناتھ ناگر الہ آبادی شاگرد بسمل الہ آبادی

نظر آتا ہے ہر صورت سے مجکو جلوۂ قدرت
صنم خانے میں جا کر میں خدا کو یاد کرتا ہوں

کہیں ایسا نہ ہو سن لے کوئی یہ خوف رہتا ہے
تری تصویر سے میں چپکے چپکے بات کرتا ہوں

جوہر۔ جواہر سنگھ خلف منشی بختاور سنگھ راقم قوم کایست شاگرد خواجہ وزیر،
وزیر فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے اور مولانا گل محمد خاں ناطق کے شاگرد
تھے۔ غدر کے بعد ریاست بلرام پور میں عمر گزار دی۔ نہایت پُر گو تھے۔
پانچ دیوان آپ کے شایع ہو چکے ۱۸۸۹ء میں انتقال کیا۔

اصل مطلب ایک ہے آگاہ نا آگاہ کا / ہے الک کا ترجمہ عربی میں لفظ اللہ کا

بھولے ہیں ہم صفیر بھی مجکو تہ قفس / مژدہ بھی کوئی لیکے نہ آیا بہار کا

خار کیطرح ملی باغ جہاں میں تقدیر / جس سے لپٹوں وہ چھڑا لیتا ہے دامن اپنا

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا / فقط ایک حرف نکوئی رہے گا

بعید عقل سے ہے احترام دیر و حرم / مکان ساختہ خود کو کیا سلام کریں

کچھ نہیں ماتم زدوں کو لطف سامان بہار / گل ہیں خنداں باغ میں شبنم ہے گریاں باغ میں

جو ہے جری بحکم خدا لازوال ہے / شہباز ہے حرام کبوتر حلال ہے

گر نہو حاصل کسی سے مدعا بیدل نہو / آدمی کو یہ لئے علائے ہے توکل چاہیئے

جوہر۔ لالہ مادھو رام ابن لالہ جواہر لال ساہوکار فرخ آبادی شاگرد منیر شکوہ آبادی ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے۔

ہیں تری درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت / مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا

توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے / کیا تیرے لیں درد کچھ ہی باغباں نہ تھا

غیر کے دل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا / جام کم ظرف ہے منہ تک کہیں بھر دینا

یہ بندہ کہے عشق میں تجھ سا کوئی کامل نہیں / مہربانی آپ کی بندہ تو اس قابل نہیں

آج اے مرگ کھلی ہستی موہوم کی اصل / کچھ سمجھتے تھے ہم اس شے کو مگر کچھ بھی نہیں

چ

چکبست۔ برج نرائن چکبست بی۔ اے کشمیری ولد پنڈت اودت نرائن

مولد فیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد مرحمت الدولہ حکیم ۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئے ۱۹۰۰ء میں وکالت شروع کی ۱۹۲۶ء فالج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ خوشگو شاعر تھے۔

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں
میرے خیال کو بیڑی پنھا نہیں سکتے

غرور جہل نے ہندستاں کو لوٹ لیا
بجز نفاق کے اب خاک بھی وطن میں نہیں

فریب زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے
نہ سینے میں ہے دل اپنا نہ منھ میں ہے زباں اپنی

بیگناہوں کا تو انصاف ہو دنیا میں
اب ہمیں دیکھنی ہے شرم گنہگاروں کی

مرد قانع کو نہیں رہتی گدائی کی ہوس
پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلاتا نہیں

نفاق گبر و مسلماں کا یوں مٹا آخر
یہ بت کو بھول گئے وہ خدا کو بھول گئے

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں
مبارک بزدلوں کو گردش قسمت سے مر جانا

گدائے سلطنت کی شکر حق سے اور قناعت سے
زبان کو تیغ اور زنان شبینہ کو سپر جانا

وہی قطرہ لہو کا اشک بنکر گیا رسوا
جسے ہم نے نمک پروردہ زخم جگر جانا

نہیں ہوتا ہے محتاج نمایش فیض شبنم کا
اندھیری رات میں موتی لٹا جاتی ہے گلشن میں

جس پہ جاں بہت روئے فقط آشنا تھا
گھر کو ویران کیا قبر کو آباد کیا

اسکو نا قدری عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

اُترے ہیں صحن باغ میں پھولوں کے قافلے
نذریں دکھا رہے ہیں عروس بہار کو

مجھ سے روشن ان دونوں دیر و حرم کا نام ہے
پائے بُت پر ہے جبیں لب پر خدا کا نام ہے

صبحکو شبنم کے موتی باغ میں چوری گئے
پھول کرنوں سے یہ کہتے ہیں تمہارا کام ہے

لطف آزادی تھا جب تک چل بسے وہ ہمصفیر
اب چمن کی صبح بھی مجھکو قفس کی شام ہے

جسکی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح
اُسکے لئے چمن کی خزاں کیا بہار کیا

بعد فنا فضول ہے نام و نشاں کی فکر
جب ہم نہیں رہے تو رہیگا مزار کیا

اِنساں کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے
طوفاں اُٹھا رہا ہے مشت غبار کیا

ارماں بھرے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں
اندھیر ہے اس دنیا کی ہمیں آتی ہے ہنسی اور رقت بھی

پردۂ خاک سے گل جام بکف نکلا ہے
مے کی تاثیر سے کچھ کم نہیں تاثیر بہار

چندر۔ رائے زادہ چندر بھان صاحب دہلوی

اس گلستاں کے گل و غنچے رہیں تازہ مدام
فرط نکہت سے ہو یارب عنبریں سارا چمن

معنی و مطلب چلے آتے ہیں ہر رنگ نسیم
خوب فصل گل کا دکھلاتا ہے نظارا چمن

پھول ہیں سنبل ہیں بلبلیں اور شجر گلبار ہیں
دیکھ لے اے چندر چشم شوق سے سارا چمن

چمن - رنجیت سنگھ خلف منشی سردار سنگھ ماتھر کالیست دہلوی تلمیذ مولانا راسخ دہلوی عمر تخمیناً ۱۵ سال -

یہ کہکر توڑ ڈالا اُس بت نے جو دل میرا | ہمارے رخ سے ملتا ہو تمھارے دل سے ملتا ہو
سمجھ کر سوچکر دلکو مٹانا یا در کھیئے گا | وہ دل جو دل سے ملجائے بڑی مشکل سے ملتا ہو

ح

حامی - پنڈت کشن نرائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۹۶ء عمر ۲۴ سال تعلیم فارسی کی گھر کے مکتب خانے میں مولوی حامد علی حامد سے چار سال میں ابو الفضل تک ہوئی پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کے - او آر ریلوے میں ملازمت اختیار کی ترقی کر کے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے آخر نو دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بمبئی میں راجہ بینی لال خلف راجہ شیولال و موتی لال کے پرائیوٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیکدل دولتمند قدر داں شرفا ہیں، آجتک انھیں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پا رہے ہیں شعر و شاعری کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر سے بہت کچھ معلومات میں اضافہ کیا صحیح المذاق شاعر ہیں -

گردوں نے طفل غنچہ کو بخشا تھا شیر صبح | شبنم نے اسمیں حرص سے پانی ملا دیا

ہمنے تجھے چپ دیکھ کے مرضی تری پالی
گویا لب خاموش نے اک بات نکالی

اب فصل خزاں باغمیں آئی ہے ندیمو
موقوف کرو تذکرۂ ماسبق گل

خواہش کرینگے کبھی مقدور سے بڑھ کر
ہم پاؤں نہ پھیلائینگے چادر سے زیادہ

فنا کے بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی
مرے تابوت میں بھی شاخ نکلی نخل ماتم کی

ہمارا حق ہے جنت پر اگر انصاف سے پوچھو
کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی

تم جو بے پردہ نکل آؤ قیامت ہو جائے
چاہیئے حسن جہاں سوز کو گھونگھٹ کوئی

تو نہ پہچانے تو یہ تیرا خیال خام ہے
ورنہ قدرت کا تو سارا راز طشت از بام ہے

منعمو دنیا میں تعمیر مکاں سے کیا حصول
قصر دل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے

مایوس نہیں ہوں تری رحمت سے الٰہی
ہر چند سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

کنج لحد عزیز نہ کیونکر ہو جان سے
ہوتی ہے آدمی کو محبت مکان سے

کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہ میں
ہوں آج بتکدے میں تو کل خانقاہ میں

نام آوری کے شوق نے بدنام کر دیا
ہم خوار ہو گئے ہوس عز و جاہ میں

کل جوانی کی خاک قدر نہ کی
آج افسوس ہے جوانی کا

فاتحہ کی ہے توقع ہمیں انسے کیا خوب
جو مریضوں کی عیادت کو بھی کم جاتے ہیں

حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے
جل گیا جلوے سے کوہ طور تک

زاہد تو بہ کرو کیسی شراب
میں نہیں کھاتا کبھی انگور تک

آیا ہوں تنگ زندگی مستعار سے
توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

دل میں پیکان رہا جاتا ہے — اُن کا احسان رہا جاتا ہے
ہم تو جلتے ہیں عدم کو حامی — ساز و سامان رہا جاتا ہے
گل کہیں شمع کہیں مہر کہیں ماہ کہیں — ہر جگہ انکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں

حشم۔ ڈاکٹر کرپا شنکر دہلوی تلمیذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی۔

مجکو حکمت میں بہت دخل ہو لیکن اپنے — دردِ دل کا نہیں پایا کوئی درماں اتبک

حشم۔ بابو ہر پرشاد تعلقدار بنارس شاگرد مولوی الطاف حسین مدرس
جے نراین کالج بنارس۔

ہاتھ کرتے ہیں قلم کاتب تری تحریر پر — منہ کی گویا کھا رہے ہیں خوبی تقدیر پر
قصر تن قائم رہے گرتا ابد تو جانیئے — منعمو ناحق ہو نازاں اپنی اس تعمیر پر

حلم۔ منشی دوارکا پرشاد کایست ولد منشی منگلی پرشاد طاہر بریلوی شاگرد حسن
بریلوی فارسی اور عربی میں قابلیت رکھتے ہیں عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

طریق حق پرستی عشق والوں کا نرالا ہی — نہ پروا مسجدوں کی ہو نہ پروا ہو شوالوں کی
طے ہوا عشق مشکل ہی مگر مشکل نہیں — ہو اگر سالک میں ہمت دو قدم منزل نہیں

حضور۔ بالمکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد عربی اچھی جانتے تھے،
غدر سے پیشتر انتقال کیا۔

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی — واں اب بھی ہے امتحان باقی

خ

خاطر۔ رائے سورج نراین صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی

مرغوب ہو اسدرجہ انھیں اپنی نمایش　　آئینے لگا رکھے ہیں دیوار میں دہیں

خرد۔ منشی ہردیال پرشاد سررشتہ دار محکمہ سکرٹریٹ دربار گوالیار

ول پہ نگاہ ڈال کے اُسنے لگادی آگ　　شعلہ چراغ طور کا برق نظر میں ہے

خستہ۔ منشی جیالال کایست دہلوی۔

نہ واں تجھ سے پری پیکر نہ میں حُوروں کا شیدائی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خلش۔ منشی جگیشر پرشاد خلف منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیا عمر تخمیناً ۳۵ سال قوم کایست

خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں　　کس سے پوچھوں نشان منزل کا
آئینہ جس کو آپ کہتے ہیں　　ایک ٹکڑا ہے وہ مرے دِل کا

خستہ۔ منشی ہرلب متوطن روپر ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ یہ شبنم کے قطرے ہیں
دکھاتا ہے فلک نیرنگیاں گوھر فشاں ہوکر
نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے نئی کونپل
نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں گلفشاں ہوکر

خوشتر۔ منشی ہربھروت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور۔ ولد منشی لچھمی نرائن قوم کایستھ اسٹھانہ پروپرائٹر رسالہ تحفۂ خوشتر عمر ۵۳ سال شاگرد آقائے سخن وسیم خیرآبادی وحضرت ریاض خیرآبادی تکمیل عربی وفارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب سے کی علم ومنطق مولوی اصغر علی صاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت جانتے ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔

دو قدم چلنے ہیں جب بیٹھ گیا دل میرا
اب ہے دشوار پہنچنا سر منزل میرا

شمع گلگیر سے کہتی ہے کہ بیجرم بھی ہیں
تو نے کیوں کاٹ لیا سر سر محفل میرا

بحر قدرت کا یہ ہے قول کہ عقل انساں
ڈوب کر بھی نہیں پا سکتی ہے ساحل میرا

کہہ رہا ہے یہ نسیم سحری سے ہر گل
شق جگر کرتی ہے فریاد عنادل میرا

ہر ایک نقش قدم کہہ رہا ہے سالک کا
طریق عشق کا عالم میں رہنما ہوں میں

پہنچ کے منزل مقصد پہ روح کہتی ہے
خدا نہیں ہوں مگر سایۂ خدا ہوں میں

کیا ہے جب کسی ظالم نے ظلم بیکس پر
ندا یہ غیب سے آئی کہ دیکھتا ہوں میں

خوشدل۔ منشی بینی پرشاد بن لالہ درگا پرشاد لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی

زینۂ بام حقیقت ہے مجاز اے زاہد
راستہ کعبہ کا سیدھا ہے صنم خانے سے

ہوں ہمہ گوش شنوا سننے حقیقت کا بیاں
کوئی قصہ نہیں بہتر ہے اس افسانے سے

خوشتر۔ منشی جگناتھ ولد منشی منالال کایست لکھنوی آخری شاہ اودھ کے دفتر میں متصدی تھے ان کی تصنیف سے رامائن خوشتر مسمی بھاگوت۔

چتر گیت اردو نظم میں مشہور کتابیں ہیں۔ غدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

ہم غم بلبل شیدا ہوں خوشی ہو تو یہ ہے
فصل گل آئی تمنائے دلی ہو تو یہ ہے

بس قمری گل و بلبل مے ساغر ہیں ہم
دوڑ ساقی کہ دم بادہ کشی ہو تو یہ ہے

خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔

خوشی سے شوق سے سو بار لیں وہ امتحاں میرا
چلا مقتل کی جانب دل کہیتا شاداں ہو کر

خوشتر۔ منشی کشن سنگھ حیدرآبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔

(پروانہ)

اے خریدار فروغ حسن اے سینہ فگار
اے فنا فی الشمع اے تفتہ جگر وقف شرار

جذب عشق شمع سے تو ہے سراپا پرشرر
شعلہ ہے ہر عضو تن ہر موئے تن شعلہ اثر

حال یوں بے حال اپنا کیوں بنا لیتا ہے تو
شمع کے سر چڑھ کے کیا معراج پا لیتا ہے تو

دخل کیا اسمیں تصنع کو یہ عادت ہے تری
آہ جلتی شمع پر جل مرنا فطرت ہے تری

تیرے دم سے ہے ہویدا عشق کا نام و نمود
باعث تشہیر شمع حسن ہے تیرا وجود

ویر میں ایثار تیرے غور سے دیکھے کوئی
سرفروشی کے چلن تجھ سے مگر سیکھے کوئی

ہے سبق آموز عالم کو اولوالعزمی تری
واقف رمز فغان عشق ہے ہستی تری

آہ قیمت حسن کی کیے دلسے تری پوچھے کوئی
شمع کے خاطر مٹا لیتا ہے شمع زندگی

خورشید۔ پنڈت بلدیو کشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل چنگی ہیں

نہ وہ اوصاف ہیں ہم میں نہ وہ الفت رہی دل میں
ہماری غفلتوں سے دیکھئے سارا وطن بگڑا
اگر دل میں خیالات من و مائی نہ لاؤ تم
تو اس اجڑے چمن کو آج ہی رونق پہ پاؤ تم

بشر کی ہستی ناپاک کا اک آن نہ ہو نہیں
میں کیا منہ سے کہوں میں کون ہوں دنیا میں کیا ہوں نہیں
تو ملیں کیوں خلش رکھتے ہوئے ہندو مسلماں ہیں
خدا کی جب نظر میں کل بشر دنیا کے یکساں ہیں

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی اگر تھوڑے سنبھل جاؤ
کدورت چھوڑ دو اور جانب اصلاح تم آؤ
کہاں لکھا ہے مذہب میں کرو تم بیر آپس میں
غضب ہے گر زمانے میں جدا بھائی سے بھائی ہو

خورشید۔ پنڈت جوالا پرشاد ایم اے۔ وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ولد رائے بہادر پنڈت جانکی پرشاد میر منشی قوم کشمیری

ایک حسرت ہی گئی ساتھ مرے زیر لحد
اور کوئی بھی نہ ساتھی ہوا مر کر اپنا
نہ ہوا دست قضا سے بھی یہ کشتہ سیماب
ہائے مر کر بھی نہ ٹھہرا دل مضطر اپنا

خیال۔ منشی جیسنگھ رائے کایست دہلوی

حسرت ہی رہی جی میں مرے آہ پس مرگ
بالیں پہ دم مرگ نہ آئے کسی کے
ای یاسمن اس سے نہ مقابل ہو کہ جسکا
میلا ہو بدن ہاتھ لگائے کسی کے

خیالی۔ منشی خیالی رام صاحب خیالی لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ، صاحب تصانیف کثیرہ آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مرزا قتیل کے شاگرد تھے ۱۸۵۲ء میں انتقال کیا۔

ہو اسیطرح طبائع میں بھی فرق انساں کے　　مختلف جیسے ہو فرد بشر کی صورت
کر دیا باد خزاں نے اسے درہم برہم　　وصل بلبل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

داؔنا۔ منشی روشن لال کایست سکسینہ لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخاں خلف منشی مہتاب رائے اُردو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی عمر میں ۱۸۸۶ء میں انتقال فرمایا۔

نہ گل جیب ہوں عالم میں نہ خار دامن　　جامہ بیہوں کا ہوا ہوں نہیں غبار دامن

دانش۔ منشی شمبھو سنگھ سنہوری نومشق شاعر ہیں۔

دعائے وصل جاناں مانگنے جاتے ہیں کعبے میں　　کوئی دیکھے تو یہ سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں

درد۔ لالہ امرت لال زمیندار ساکن موضع لوڈے پور ضلع گیا کایست تلمیذ خلش گیاوی تھوڑا زمانہ ہوا ۵۴ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہو ہر ایک خار میں　　جلوہ ترا ہی ہے چمن روزگار میں

درس۔ ماسٹر منی لال صاحب کایست شاہجہانپوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

کسی کو ایک سے ہو گی ہمیں دونوں سے الفت ہے
خدا کی یاد ہے دل میں بتوں کا سر میں سودا ہے

طبیعت کو جو خوش آئی وہی بہتر سے بہتر ہے
جو آنکھوں میں سما جائے وہی اچھوں سے اچھا ہے

درخشاں - لالہ بھولا ناتھ جینی۔ مختار عدالت سکندر آباد شاگرد شیخ ضمیر الدین شکیب

گھر کر بادل آئے ہیں جوش و خروش رعد ہے
آسماں کیا کیا دکھاتا ہے فضا برسات کی

اے درخشاں آ گئی میری چشم تر کے روبرو
بھاگتی پھرتی ہے مجھسے کیوں گھٹا برسات کی

دل - منشی بینی پرشاد خلف منشی دیبی پرشاد عظیم آبادی تلمیذ راسخ عظیم آبادی

پردہ اٹھا کے تو نے ادھر کو گزر کیا
عالم سکے دلمیں تیری محبت نے گھر کیا

دل چاہتا ہے بولئے ہرگز نہ یار سے
پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

دلخوش - لالہ بہادر سنگھ کھتری نبیرہ لالہ خوشحال رائے دہلوی ۱۸۷۵ء میں انتقال کیا

ہوں ترے ہجر میں چشم و دیدہ نرگس حیراں
چشم پوشی نہ کر آ اپنے گنہگار سے مل

دلسوز - لچھمن نرائن خلف منشی آتمارام رئیس بھوجپور ضلع فرخ آباد تلمیذ نادر

آمد جاناں کی شادی نے کیا اچھا سلوک
بیخودی ایسی ہے اب اپنی خبر ہمکو نہیں

دلریش - منشی اُلفت بہاری مختار علیگڈھ تلمیذ منشی بنواری لال شعلہ

کہیں ہنستی ہے عشق و مشک کی خوشبو نہاں ہو کر
مجھے رسوا کریگی میری خاموشی زباں ہو کر

یہی دلریش حسرت ہے یہی دل کی تمنا ہے
کہ گزرے عمر ساری خادم ہندوستاں ہو کر

دماغ - پنڈت پرشیر ناتھ صاحب نکرو کشمیری متوطن الہ آباد

وا حسرتا کہ چل بسے ارمان دل تمام
اب دیکھتے ہو کیا مرے اجڑے دیار کو

دماغ - منشی گنگا لال خلف منشی کنھیا لال صاحب ساکن میران پور ضلع گیا ۔

درد دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنسکر
جاں بلب کون ہی آوارہ دیار آجکی رات

ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھا دیتی ہی
جوہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے

دیوانہ - رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر مکیں کے شاگرد تھے اردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی حسرت اور میر حیدر علی حیران انکے شاگردوں میں تھے سنہ ۱۲۰۰ھ میں جام فنا نوش فرمایا ۔

جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی سے
بات کچھ بن نہیں آتی ہی اب اظہار بغیر

دیوانہ - منشی بنس گوپال شاہجہانپوری تلمیذ ارشاد دہلوی ۱۹۰۳ء تک بقید حیات تھے

مزہ ہی اگر میرے دل میں رہو تم
مری آرزو میرا ارمان بنکر

آپ بھی کچھ دل بیتاب سے کہتے جائیں
یہ سمجھتا ہی نہیں ہی مرے سمجھانے سے

دیوانہ - مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے - مصنف ترانۂ قدرت - اعتراف محبت جوہر تہذیب - دوشیزہ - سابق اڈیٹر مسیح آف ہندوازم وخالصہ ایڈووکیٹ اسسٹنٹ اڈیٹر ڈیلی گزٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، بہت نیک طبع اور خوش اخلاق ہیں ۔

میری شاعری

فطرت کی بہاروں کو آئینہ دکھا دے تو
رخسار حقیقت سے پردے کو اٹھا دے تو

پیغام ترقی دے پیغام محبت دے — دنیا سے اسیری کو آزادی جنت دے
دے بت وہ محبت نے جو آپ بنائے ہوں — دے نقش وہ فطرت نے جو آپ بنائے ہوں
سوتوں کو جگائے جا بچھڑوں کو ملائے جا — غیرت دہ جنت تو دنیا کو بنائے جا
احساس نگاری سے شرما تو مصور کو — کر نغمہ نوازی سے شرمندہ تو ساحر کو
دے حسرت طفلی بھی آگاہی پیری بھی — دے عیش تمول بھی اندوہ فقیری بھی
دل تجھ سے مفرح ہو اور جان منور ہو — فطرت تری حامی ہو رحمت تری یاور ہو

ذ

ذلیق ۔ پنڈت ہر دیال تیواری ساکن بردلی ضلع بارہ بنکی

مینھ برس کر رہ گیا بادل گرج کر رہ گیا — اسکو آنا تھا نہ آیا بیوفا برسات میں

ذرّہ ۔ راجہ رام ولد راجہ کدارناتھ شاہ عالم کے زمانہ کے شاعر ہیں ۔

ترے کوچہ میں روز و شب پڑا رہتا ہی یہ ذرّہ
بجا ہے ایسے دیوانے سے مطلب کو ادا کرنا

ذرّہ ۔ منشی ہر پرشاد نقل نویس کلکٹری سلطانپور شاگرد بالکرشن قمر لکھنوی

رحیم جان کے تجکو خطائیں کی میں نے — کریم جان کے تجکو گناہگار رہا
زمانہ تھا تو موافق شریک حال تھے سب — پڑا جو وقت تو کوئی نہ غمگسار رہا
اے شیخ جو جہاں ہے وہی تنگدل میں ہے — کعبے کو جائیں کسکی زیارت کیواسطے
کہاں سے آتے ہو کسواسطے پشیماں ہو — یہ کیا ہے آج نہیں آنکھ روبرو ہوتی

ذکا۔ منشی خوب چند دہلوی کایستھ ماتھر ساکن چاندنی چوک شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

کر نہ لے زندگی پہ اپنی اے منعم نظر
فکر کیا کرتا ہے ناداں ہر گھڑی تعمیر کا

سمجھا میں جسے دوست ہوا وہی مخالف
اخلاص کسی کا بھی مرے کام نہ آیا

کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا
جہاں ہو یار ہمارا وہیں ہے گھر اپنا

مرد تہیدست سے ہو خیر کیا
پاؤں گیا ٹوٹ تو پھر سیر کیا

ذکا قسمت پہ شاکر رہ نصیحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر ارے ناداں حسد مت کر

موئے سفید نکلے بعد از شباب منھ پر
دیتی ہے زندگانی دیکھو جواب منھ پر

جگر ٹکڑے ہے کیوں اسکا ہوئی یہ سیلئی مانی
کھلا ہمسے کچھ حال پریشان گل و شبنم

نہیں رکھتے ہیں کدورت کسی سے اہل صفا
چھپاتے عیب ہیں سب کے ہنر کو دیکھتے ہیں

ر

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس۔ شاگرد مرزا حاتم علی مہر انکا دیوان مہر مرحوم کے خاندان میں موجود ہے۔

کیا جانئے کہاں قافلہ ہمسفراں ہے
یاران عدم کی نہیں آتی ہے خبر کچھ،

آستان یار پر ہم جبہہ سائی کرتے ہیں
دیکھیں کیا ہوتا ہے قسمت آزمائی کرتے ہیں

وہ پیام یار لایا اسنے کھولی فال نیک
پائے قاصد چومئے اور دست عامل چومئے

راجہ۔ مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور
شاگرد جوہر ۱۸۸۲ء میں انتقال کیا۔

خواب مخمل جن گل اندامون کو فرش خار تھا
موت نے تربت میں اُن کو خاک بستر کر دیا

اپنی نظر بھی اکثر انسان کو لگی ہے — آئینہ میں نہ دیکھو منہ بار بار اپنا

راجہ۔ راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے صوبہ دار پٹنہ

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے — ہم ان تلک نہ پہنچے وہ ہم تلک نہ پہنچے

راحت۔ منشی بھگونت رائے ولد منشی دین دیال کاکوروی شاگرد سید
آغا حسن امانت لکھنوی مصنف مثنوی نل دمن۔ مثنوی غنیمت اردو مثنوی مالتی
مثنوی زہرہ بہرام۔ مثنوی بوستان راحت ۱۸۸۲ء میں انتقال فرمایا۔

اعمال بد پر اپنے نہ رو دنیں کسطرح — دھونا ضرور چاہیئے فرد گناہ کا
تحریر کی جو حالت درد دل حزیں — عالم مرے قلم میں ہوا مد آہ کا
وہ محکمہ ہے محکمہ عدل و داد عشق — ہوتا ہے بند ناطقہ جس جا گواہ کا
بعد مردن کبھی تربت پہ بھی سایہ نہ کیا — ہم گنہگاروں سے ایسی ہوئی بیزار گھٹا

راز۔ ماسٹر پیارے لال صاحب دہلوی۔

کرنی پڑے گی نامہ بری اپنی خود مجھے — قاصد تو جو گیا تری محفل میں رہ گیا
میں اور اسکا واقف راز نہاں نہیں — آنکھوں میں بس گیا جو مری دل میں رہ گیا

آصفی۔ دیوان پیارے لال جی رئیس آگرہ آپ کی تصنیف سے گلستاں، بوستاں۔ انوار سہیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۱۸۹۵ء میں بعالم ضعیفی انتقال فرمایا۔ کہنہ مشق شاعر تھے۔

کیوں نہ اچھوں کو بُرے گھیرے رہیں اللہ نے
خاروں میں گل پتھروں میں سیم و زر پیدا کیا

چھپاتی ہی بدی سیرت کی صورت — مکاں سے عیب چھپتا ہے مکیں کا

پست ہمت روتے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
صاحب ہمت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

بُرائی سے اچھوں کو ہوتی ہی نفرت — تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل بُرا ہے
دلسے دلکو راہ ہوتی ہی اگر سچ ہی یہ بات — تو مرا محبوب مجھ سے کسلئے بیزار ہے
بھول جاتا ہے آپ کو کم ظرف — کچھ بھی گر آفت دار ہوتا ہے

راقم۔ لالہ بندرابن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض — مجھ سے قسم لے چھیڑوں اگر برگ بر کو کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب — آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں
سنا کسنے حال میرا کہ جوں ابر وہ رویا — رکھے ہی مگر قصہ اثر دعائے باراں

رام۔ پنڈت رام ولاس بسوانی شاگرد جگر بسوانی

دلنے بھی چھوڑ دیا ساتھ ہمارا آخر — کون تھا منزل الفت میں جو رہبر ہوتا

رآم ۔ بابو ماہلا رام منٹگمری تلمیذ طبیب میرٹھی

اسوقت میرا نامہ لیکر چلا ہے قاصد جب ایڑیاں رگڑتے دیکھا مجھ کو زمیں پر

رآم ۔ منشی بیلی رام صاحب کاشمیری ۔ عمر ۴۵ سال ۔ پہلے طالب بنارسی سے اصلاح لیتے تھے ۔ ان کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی اختیار کی آجکل بمبئی میں مقیم ہیں ۔

میرے دل کے ورق جب سب طرف سے بھر گئے سارے
پر پروانہ پر لکھا گیا افسانہ الفت کا

راغب ۔ منشی شنکر لال راغب ڈیرہ دون

غم تنہائی بے مزہ ہوگا گر کوئی کاوش جگر نہ ہوئی
کیا بھروسہ کسی کی باتوں کا آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی

رحمتی ۔ کنور سکھراج بہادر بیکنٹھ باشی رئیس عظیم آباد خلف کنور ہیرا لال مہر ابن راجہ پیارے لال الفتی کایست دہلوی ۔

پوچھتے ہی حال مرغان چمن صیاد نے کھولکر باب قفس کچھ مشت پر دکھلا دیئے

رآعد ۔ منشی جب لال کایست سری واستو یہ ولد منشی گنیش پرشاد وکیل ہائی کورٹ و آنریری مجسٹریٹ جھنڈ ریاست گوالیار ۔

دلبر کی جگہ درد رہا کرتا ہے دل میں گھر اور کا تھا آ رہا اسمیں مکیں اور
دل لیگیا جہاں نہ گزر تھا خیال کا پہنچے ہیں ہم کہاں سے کہاں راہبر کیساتھ

۶۴

رمز۔ منشی مہراج سہائے۔ حبیب پوری۔ زیادہ حال معلوم نہوا۔

آپ کیوں کہتے ہیں ہم جور وجفا کرتے نہیں
ہم بھی تو کچھ آپ سے اسکا گلا کرتے نہیں

رمز۔ سوامی سدانند سرستی عرف بہاری لال جی حیدرآبادی تلمیذ تائب

ایک گل پھولا تو اسکے ہو گئے دشمن ہزار
اس چمن کی رنگ و بو کی اور ہی تاثیر ہی

روشن۔ منشی رام سرن لال بسوانی شاگرد جگر بسوانی

عالم نزع میں ہوا آنکھ میں دم اٹکا ہی
کاش آجاتے وہ اسوقت تو بہتر ہوتا

روشن۔ بابو شنکر لال چندر بی اے۔ ایل ایل بی۔ پانی پتی

پس مردن ملا ہی چین مجکو شورش دل سے
مرا کنج لحد بہتر ہوا ارمانوں کی محفل سے

پیغام یہ پہنچا دو جوانان وطن کو
پامال خزاں ہونے نہ دیں اپنے چمن کو

اے قومی جوانو اسے سچ کر کے دکھا دو
پڑھتے ہو گر افسانہ ایام کہن کو

کوشش ہی تمھاری ہی نہاں راز بزرگی
بھولو نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو

روشن۔ بابو منی لال شاہجہاں پوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

عالم افتادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں
ناتواں تیرا مثال نقش پا خاموش ہی

رواں۔ مسٹر جگت موہن لال۔ بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اناؤ۔ خلف

چودھری گنگا پرشاد عمر ۴۱ سال ۱۸۸۹ء سال ولادت ہے۔ لسان الہند

مولانا عزیز لکھنوی کے شاگرد ہیں۔

حسرت انگیز ہوا اے شمع لحد تیری حیات
جل بجھی جسکے لئے اُسنے نہ جلتے دیکھا

نزع کی اک نگہ یاس نے وہ کام کیا | عمر بھر جو نہ کیا طاقت گویائی نے
اہل نظارہ یہ ہے تہمت تشریح عبث | حسن کو عام کیا حسن کی یکتائی نے
سیہ کاری پہ آتا ہے جب انساں کا دل غافل | یہ بالکل بھول جاتا ہے کہ کوئی دیکھتا بھی ہے
حرص دنیا میں گر انسان گرفتار نہ ہو | دل پشیمان نہو روح کبھی خوار نہ ہو
گلوں کو پیار نہ کر مجکو ڈھونڈنے والے | کہ میرے حسن کا جلوہ ہر ایک خار میں ہے
گزر ہی جاینگے غربت کے دن بھی | کریں وہ دن کو اب خلاق کم کیا
جانیوالے چلدئے دنیا کی بستی چھوڑ کر | رونے والے ایکدن کیا عمر بھر رویا کریں
روداد محبت کی کیا مجسے کہیں کیا تھی | آغاز غم دل تھا انجام غم دل تھا
ہم نہ بت خانے کے بندے ہیں نہ کعبے کے مرید | ہو جہاں نور حقیقت سر جھکانا چاہیئے
مسحور ہیں دو عالم کل کائنات مجنوں | اللہ رے طلسم لیلائے راز ہستی
داستان شوکت ماضی سے کچھ حاصل نہیں | خود اگر کچھ ہوں تو چھیڑیں قصہ اجداد بھی
روان غریب کی اہل وطن کو کیا پروا | سمجھ لیا ہے کہ اک نقش رہ گزر نہ سہی

رونق۔ لالہ رام سہائے ولد حکیم منالال لکھنوی از خاندان راجہ جھاؤلال تلمیذ ناسخ ۱۸۶۴ء میں انتقال فرمایا۔

بے ثباتی گل کی جب ظاہر تھی باغ دہر میں | دو گھڑی کیواسطے بدنام کیوں گلچیں ہوا

رونق۔ منشی پیارے لال ابن لالہ جے نرائن کایست ماتھر ساکن روشن پورہ دہلی۔ کثیر التلامذہ۔ کہنہ مشق شاعر ہیں دیوان طبع ہو چکا ہے۔ عمر ۷۰ سال۔

شاگرد راسخ دہلوی۔

ناز کیا ہو اس بہار گلشن ایجاد پر
نقش ہی نیرنگ ہستی خاطر ناشاد پر

دلمیں رہ رہ کر کیا ہی جسنے خون آرزو
اعتماد دوستی ہے اس ستم ایجاد پر

کھل نہیں سکتی ستم پر بھی زبان شکوہ سنج
ضبط نے مہریں لگادی ہیں لب فریاد پر

صفحہ کاغذ پہ بولا کھنچنے کو ہی تصویر حسن
شوخیاں مچلی ہوئی ہیں خامہ بہزاد پر

ریحاں۔ دیوان دیا کرشن لکھنوی خلف منشی گنگا بخش سری باستت کایست شاگرد منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں بخشی الملک راجہ لعنت رائے الفت کے سررشتہ دار تھے غدر کے بعد پنڈت شیودین وکیل کے دیوان ہوئے، چھاچھو کے کنویں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں رہتے تھے استعداد علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پائی تھی معاملہ بندی کا خاص مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس شاگرد قاضی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش۔ منشی طوطا رام شایاں۔ اور میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا دیوان منشی رگھبر دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔ مطبع آفتاب عالمتاب میں طبع ہوا ۱۸۸۱ء میں انتقال فرمایا۔

تیرا ہی نور پاک تھا کچھ پیشتر نہ تھا
نہ آسمان و ہفت زمیں کا اثر نہ تھا

عقل آسکے بتاتی نہ اگر فرق مرتب
کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

کیا اعتبار اے دل دنیا کی دوستی کا
جھوٹا ہے کارخانہ کوئی نہیں کسی کا

میں بھی نہیں آگاہ برا ہوں کہ بھلا ہوں
اللہ کو ہے علم مرے عیب و ہنر کا

کس دشت بلاخیز میں لائی مجھے وحشت
پانی کا سہارا ہے نہ سایہ ہے شجر کا

گئی اُمید پہلے صبر ذرا بعد اسکے رحلت کی
کہوں کیا ماجرا میں خانۂ دل کی تباہی کا

مٹی کی مورتوں کو بنایا نظر فریب
دیوانہ ہوں میں صانع قدرت کی شان کا

اگر پیدا کرے محنت سے جوہر آدمیت کا
مثال مردمک ہو چشم مردم میں گھر انساں کا

رو رو کے شمع کہتی ہے اپنی زبان میں
مہمان شام سے ہوں سحر تک جہان میں

ہے نیک و بد کا ساتھ ازل سے جہان میں
تیر دل میں رہ کے بھی ہے کمان میں

ز

زاہد۔ بلدیو سہائے سب پوسٹ ماسٹر دنڈیل

رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر شاداں نہ ہو
ظالم و بیداد گر پھولا پھلا کرتے نہیں

زیبا۔ منشی پنڈت برجموہن لال نکو بی اے۔ پروفیسر ہندو سبھا کالج امرتسر

خاموشی کہہ رہی ہے یہ غنچہ تو بہار کی
منہ پہ ہے مہر گو لگی لیکن ہوس ہے خار کی

کیسے چمن میں دل لگ گیا ہو خوشی بہار کی
جب نہ امید ہو کوئی آمد گلعذار کی

زار۔ منشی میندو لال خلف لالہ میندی لال لکھنوی صاحب دیوان قوم کایست سکسینہ شاگرد طوطا رام عاصی ۱۸۷۵ء میں انتقال فرمایا۔

کبھی غافل نہ پایا اڑ گئی نیند اہل راحت کی
کیا نالہ نے میری صبح عبرت ماسپاں پیدا

میں پژمردہ خاطر ہوں کہ میری آہ افسردہ   ہوئی فصل بہاری کیلئے باد خزاں پیدا

زخمی - منشی الملک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا بعمر ۶۵ سال ۱۸۵۱ء میں انتقال فرمایا۔

زرباف آج اُن کو میسر ہوا ہے فلک   کل تک جن کو آتا تھا بنانا نواڑ کا

زیب - ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیندا رام نطق برادر خرد منشی پیارے لال آنند علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری میں ید طولیٰ حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۹۲ء وطن مقام لکھنؤ آجکل ملک برما میں گورنمنٹ سروس پر ممتاز ہیں۔

اشکباری دیدۂ بیتاب تو ذکی بہت   بخت ہی الٹا ہو تو پھر کیا کریں تدبیر کو
کچھ در جاناں سے رغبت ہمکو کم نہیں   فوق ہی کب خاک کوئے یار پر اکسیر کو
داغ فرقت نے کیا دل غیرت شمس و قمر   خانۂ دل میں چھپایا منبع تنویر کو
عجب کچھ انداز تقدیر نے چکر میں ڈالا ہی   کہ شاخ زندگی ہی مسکن باد خزاں ہی

س

ساحر - پنڈت امرناتھ دہلوی ولد پنڈت جانکی ناتھ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ عمر ۶۵ سال۔

بنا ہے پردۂ پندار دیدۂ دل سے   ظاہر ذوق نظر حسن جہاں کیلئے

ساحر۔ پنڈت سوہن لال صاحب بنی ۔ سلے متوطن ریاست کپور تھلہ

مری ناکامی تدبیر دیکھی ۔ دل ایذا طلب تقدیر دیکھی
مری مظلوم خاموشی کو دیکھا ۔ کمال ضبط کی تصویر دیکھی

ساقی ۔ پنڈت جواہر ناتھ کول کشمیری بسوہ دار دہلی اُردو فارسی میں اعلےٰ قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر آپ کا کلام فارسی میں ہو ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

قلقل مینا سے مے کا شور میخانے میں تھا ۔ جذبۂ پیر مغاں کا رنگ پیمانے میں تھا
آمد و رفت نفس کے مخمصے میں پڑ گئے ۔ فائدہ کچھ تھا نہ آئینہ میں کچھ جانے میں تھا
پردۂ حائل بنا اگر خیال غیر کیوں ۔ یہ دل محو تماشا اک پری خانے میں تھا
شیوۂ تمکین و پاس وضع کی جو یار ہے ۔ وہ یگانے میں نظر آیا نہ بیگانے میں تھا

سامی ۔ منشی دلیپ سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اورنگ آباد دکن

یہ وہ دنیا ہو کہ اسے حضرت و اعظ آدم ۔ خلد کو چھوڑ کے بر سول اسی عالم میں رہی

سالک ۔ منشی سالک رام بیکنٹھ باشی غازیپوری تلمیذ شمشاد لکھنوی۔

چرا کر لیگئی کسکی نگاہ ناز سینے سے ۔ خدا جانے ہوا کیا کچھ پتہ ملتا نہیں دل کا
مرا عیب ہے خوش رو بھی کم ہوتے ہیں دنیا میں ۔ شہادت کو ہو کافی داغ روئے ماہ کامل کا
لبریز آہ و لمیں درد خون آنکھوں سے جاری ہو ۔ نہ پوچھو حال سالک مزرعہ الفت کے حاصل کا

سحر ۔ منشی راجکشور لال صاحب ساکن ضلع بستی شاگرد فہیم گورکھپوری

پست ہمت وہ ہیں راہ شوق میں جو رہ گئے — حوصلے والے کہ آگے دُور کچھ منزل نہیں

سرشار۔ پنڈت رتن ناتھ سکینڈ باشی کشمیری ثم لکھنوی خلف منشی بیجناتھ کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مؤلف فسانۂ آزاد۔ سیر کہسار۔ جام سرشار۔ خدائی فوجدار ہشو، پی کہاں، بچھڑی دُلہن، الف لیلہ سرشار، دیوان مرتب ہو چکا تھا مدت تک اودھ اخبار کے اڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدرآباد تشریف لیگئے وہاں دبدبۂ آصفی کی اڈیٹری کی ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۰۲ء میں سرزمین حیدرآباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال۔

کاوش خار سے گلشن میں نہ ڈر اے بلبل — آخر اک دن ثمر نخل وفا ملتا ہے

کعبہ کیا دیر کے بھی لوگ نہیں مجھ سے ملے — یہ تو نوبت ہوئی اب دیکھئے کیا ملتا ہے

دل لگا کر اس پری پیکر سے پچھتانا ہوا — جا لگا دشمن ہماری اپنا بیگانا ہوا

جھوٹ میں کہتا نہیں مجکو سلیماں کی قسم — تیرے آتے ہی یہ ویرانہ پری خانہ ہوا

سرور۔ منشی درگا سہائے ولد حکیم پیارے لال صاحب قوم کایست، متوطن قصبۂ جہان آباد ضلع پیلی بھیت۔ مولوی سید کرامت حسین صاحب بہار سے تکمیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان یزدانی کے شاگرد ہوئے پہلے وحشت تخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا جب ان کی اہلیہ اور اکلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد ہو گیا اسی رنج و غم میں ذات الجنب میں مبتلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا

۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۱ء میں ۴۰ برس کی عمر پاکر انتقال کیا،
نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔

(بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا رازداں کوئی
وہ بیکس ہوں نہیں سنتا ہے میری داستاں کوئی
بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حرماں نے
پنھائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو بدھنیاں کوئی
تقاضا لذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
جگر میں آہ رکھدے چیر کر نوک سناں کوئی
زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تاریک آنکھوں میں
سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
سنبھال اے ضبط اٹھ کر اضطراب دل سے ڈرتی ہوں
کہ نازک ہے زمانہ ہو نہ مجھ سے بدگماں کوئی
جلایا چپکے چپکے آتش خاموشی غم نے
بجھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے

بیربہوٹی

آہ او ننھے سے کیڑے نازش صحرا ہے تو شعلۂ رخسار حسن کی چھوٹی سی اک دنیا ہے تو

کچھ عجب عالم ہی تیرے حسن کے انداز کا ۔ سُرخ ڈورا ہی کسی چشم فسوں پرداز کا
گل بداماں ہی شفق میں شعلۂ تنویر حسن ۔ خون عاشق یا زمین پر ہی گریبان حسن
جلوۂ گل سی فضائے وادیٔ پُرخار میں ۔ سُرخ تکمہ ہی قبائے سبزۂ کہسار میں
محضر خون شہیداں ہی ترا داماں سُرخ ۔ یا ہی خون کشتگان عشق کا عنوان سُرخ
بادۂ گلگوں ترے چھوٹے سی پیمانے میں ہی ۔ عالم نیرنگ و افسوں تیری میخانے میں ہی
جلوۂ گل سے ہی رنگیں روئے زیبائے بہار ۔ نازنیں ہی یا کوئی محو تماشائے بہار
سبزۂ کہسار نے یہ لعل ہی اگلا کوئی ۔ چن رہی ہی پھول یا دوشیزۂ رعنا کوئی

سیتا جی کی گریہ وزاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو ۔ رکھیا تمھارے چرنوں کی ہوں ناتھ لیچلو
نازک ہی میرا شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا ۔ چھوٹا تمھارا ساتھ تو جی چھوٹ جائیگا
راتیں نہ کٹ سکینگی اکیلے فراق میں ۔ کڑیاں وہ جسنے جھیلی ہوں جھیلے فراق میں
قسمت نے جب سے باپ کے گھر سے جدا کیا ۔ سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا
پتلی کیطرح آنکھوں میں شام و سحر رہی ۔ پہلو میں بن کے صبر و شکیب جگر رہی
دکھ آجتک سہا نہ غم روزگار کا ۔ مجھ پر کرم رہا ستم روزگار کا
مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت ۔ بن باسیوں کو دکھ سحر و شام ہیں بہت
ایذا اگرچہ آبلہ پائی کی ہے کڑی ۔ دوزخ سے بڑھکے آگ جدائی کی ہی کڑی
یہ آگ وہ ہے جو دل مضطر کو پھونک کر ۔ رکھتی ہی آرزو کے بھرے گھر کو پھونک کر

تاریک تم بغیر ہے عالم میرے لئے　　فردوس بھی ہو آہ، جہنم میرے لئے

تسلیم۔ منشی گوری شنکر خلف لالہ چین سکھ رائے ابن لالہ سادھو رام قوم کایستھ استھانہ ساکن لکھنؤ محلہ اشرف آباد شاگرد محمد میرزا صاحب اُنس لکھنوی فن خوشنویسی سید احمد مرزا صاحب صابر یعنے جناب رشید کے والد سے حاصل کیا اور علم عروض بھی انھیں سے سیکھا۔ پھر بصیغۂ ملازمت مہاراج سنگھ تعلقہ دار پرگنہ اترا قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی کی ریاست میں نائب رہے اور وہیں ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا۔

پست ہمت سے حصول مدعا حاصل نہیں　　ہاتھ آتا ہے بڑی مشکل سے پانی چاہ کا
کیا بلا ہے آسماں روشن دلوں کے سامنے　　کب بھلا بجلی جلا سکتی ہے خرمن ماہ کا
صاف باطن جو ہیں آتے ہیں برابر سے پیش　　عکس آئینے میں یکساں ہے گدا و شاہ کا
ہے بساط بوریا پر حرص سے ایمن گدا　　خوف شیران نیستاں کو نہیں روباہ کا
جھڑ گئیں آنکھیں تن میں ہو گئے سب بال سفید　　پر نہ فرق الفت گیسو میں سر مو آیا

بک و جنوں سے کب ممکن ہے چارہ سوزش دل کا
کف دریا نہیں ہوتا ہے مرہم زخم ساحل کا

خاکساروں سے ملو لازم ہے جھک کر منعمو　　سر زمیں پر ہے نہال بارور نے خم کیا
حسن کی زینت ہوا آنسو بہانا شمع کا　　زیب گردن بزم میں موتی کا مالا ہو گیا
کچھ بجز غم نہیں اس غمکدۂ عالم میں　　آدمی ہوتے ہیں اسواسطے گریاں پیدا

باغ عالم سے ہوا خندۂ عشرت مفقود ہونگے اب گل کے عوض غنچۂ پیکاں پیدا،

شگفتگی۔ بابو بیجناتھ سہائے ولد منشی درگا سہائے قوم کایست ساکن موضع خواصپور ضلع گیا۔ زمیندار و مختار۔ اُردو۔ انگریزی۔ بھاشا میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں شاگرد خلش گیاوی عمر ۲۵ سال۔

بدی کرتے ہیں کیوں اہل جہاں نیکی کے بدلے میں
سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا

شوگ۔ منشی مہیش پرشاد نائب مدرس مدرسہ ناره ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشعرا نوح ناروی عمر ۲۸ سال۔

خانۂ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں میری گھر میں بھی مہمان نظر آتے ہیں
نقش قدم نظر نہیں آتے ہیں راہ میں جاتا ہے پر لگا کے وہ دشمن کے گھر میں کیا
آنسو اگر بہے تو زمانہ بھی بہہ گیا دریا بھرا ہوا ہے مری چشم تر میں کیا
آدمی پر آدمی قربان ہے حسن فطرت ہے خدا کی شان ہے

سیماب۔ ماسٹر چمن بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع سیتاپور۔ شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دل شاد کیں تجھ سے ہے پروانہ مکاں بھی مداح ہے ہر طفل ترا پیر و جواں بھی
مضمر ہے تری ذات میں نیرنگ جہاں بھی اک ساتھ ہیں آنسو بھی رواں سوز نہاں بھی

جبتک نہو تو جلوۂ گلشن شام سے گھر میں — مرقد کی طرح رہتا ہے تاریک مکاں بھی
گلگیر نے سر کاٹ لیا ہائے ستم ہے — خاموش ہیں لب تیرے نہیں آہ و فغاں بھی

ستم۔ منشی درگا پرشاد خلف منشی ہیرالال کایست متوطن قصبۂ گیا تلمیذ کیفی گیاوی و سلیمان خاں حجاد دکواتھوی ۵۵ برس کی عمر میں سنہ ۱۹۰۶ء میں انتقال فرمایا۔

رگڑ رگڑ کے جبیں سنگ آستانۂ یار — مٹا دیا نہ ہو تجھ کو تو میرا نام نہیں

ہمیشہ جاجا کے پھر پھر آنا یہی تماشہ ہوا کریں گے
ہوا رہے گی خلاف جب تک تو اُلٹے دریا بہا کرینگے

ش

شاد۔ منشی بالمکند بیکنٹھ باشی دہلوی اڈیٹر اخبار چنار کہنہ مشق شاعر تھے، سنہ ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

یہ شوخی رنگ میں پیدا کبھی حنا نہ کرے — ہمارا خون دل اسمیں اگر ملا نہ کرے
وہ یہ سمجھ کے مرے وقت نزع آئے ہیں — کہیں یہ جا کے خدا سے مرا گلا نہ کرے

شاد۔ منشی کالی پرشاد سندیلوی ملازم راجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد افضل لکھنوی۔

بیدست و پا کو غیب سے دیتا ہے رزق تو — پروردگار جان فدا تیری شان پر
خاک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی — چھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

شاد. منشی بالک رام پٹیالہ میں سپلائی ڈپو میں سررشتہ دار تھے دفعتہً ۱۹۱۹ء
میں تخفیف میں آگئے اور پٹیالہ کو خیرباد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو آپنے
نظم کیا ہے اسی کا انتخاب درج ہو

حسرتا ای پٹیالہ ای گہوارۂ چلد برس | چھوٹتی ہے آج مجھسے آہ تیری سرزمیں
رخصت اے جوش بہار لالہ رنگیں ادا | حسرتا ای نظارہ سرو خیابان یاسمیں
اب کہاں نالوں سے فرصت ہمصفیران چمن | دود شمع کشتہ ہیں ہم درخور محفل نہیں
تجھ سے رخصت ہو رہے ہیں آج ہم ای غمگسار | ڈالتے ہیں تجھپہ حسرت سے نگاہ واپسیں
دیکھئے پھر ہمکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب | کھینچکر کب لائے ہمکو تیرے کوچہ کی زمیں
ہم وفاداروں سے آخر کیا ہوا ایسا قصور | تونے ہمسے یوں چرا لے پٹیالہ آنکھیں پھیر لیں
تجھ سے اے غمخوار ہمکو یہ توقع تھی نہ حیف | آسماں بنجائے گی کوچہ کی تیری سرزمیں
پھرتے ہم سرگرم تھے حکام کی تعریف میں | کیا خبر تھی ایکدن آجائینگے تخفیف میں

شاد. رادھے بہاری مصر. ساکن پرتاب گڑھ۔

یاد آگیا نہ جانے انھیں کیا کہ دیر تک | دیکھا کئے وہ آج ہمارے مزار کو

شاد. بدری ناتھ خلف منشی ہربنس رائے قوم کایست ساکن موضع چندی پور
ضلع گیا. مختار عدالت گیا تلمیذ خلش گیاوی و حشر بستھوی عمر تخمیناً ۵۰ سال

مکرتے ہو دل میرا مٹھی میں لیکر | بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو

شاد. ہز اکسلنسی راجہ راجگان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت

جی۔سی۔ایس۔آئی۔صدر اعظم حیدر آباد دکن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔
اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال فخر و ناز ہے۔

اے لامکان والے ہر شان لا ابالی ۔۔۔ بخشا شرف یہ دل کو اپنا مکاں بنایا
اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹے ہیں ہزاروں ۔۔۔ کیا خوشنما چمن یہ اے باغباں بنایا
اہل ہنر کی قدر زمانے سے مٹ گئی ۔۔۔ اب امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا
آپ اپنے کو فنا ذات میں اسکی کرنا ۔۔۔ بس یہی ایک طریقہ ہے اُسے پانے کا
ذرہ ذرہ میں ہے جلوہ اُس کا ۔۔۔ یوں عیاں ہے تو نہاں کیا ہوگا
رنگ پریدہ کہتے ہیں دنیا کے نقش کو ۔۔۔ باقی خدا کا نام ہے رنگ فنا کے بعد
عشق منظور ہے گر سوز جگر پیدا کر ۔۔۔ دیکھنا ہے جو اسے پہلے نظر پیدا کر
دیر و کعبہ میں جو نظر آیا ۔۔۔ اس کے جلوہ کا سب تماشا تھا
سرفرازی اسی کو حاصل ہے ۔۔۔ جو زمانے میں خاکسار رہا
جنبش تار نفس سے یہ صدا پیدا ہوئی ۔۔۔ تو ہے میرا آشنا اور میں ہوں تیرا آشنا
کوئی میں نے معشوق تجھسا نہ دیکھا ۔۔۔ یہ صورت نہ دیکھی یہ جلوہ نہ دیکھا
طریق ہے مرا صوفی کبھی نہ کہتا شاد ۔۔۔ بغیر بولے مگر چپ رہا نہیں جاتا

شاطر۔ کنور درباری سنگھ صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ پیلی بھیت عمر ۴۰ سال
تلمیذ نوح ناروی۔

ہے یہ دنیا وہ جہاں پردے میں چھپنے والے چھپیں ۔۔۔ دیکھنا ہے مجھے محشر میں کدھر جاتے ہیں

پاسبان شب کا یہ ہی تو ہی وہ دربان دن کا   باری باری سے وہاں شمس و قمر جاتے ہیں

شاطرؔ۔ منشی بیلی رام صاحب امرتسری سب انسپکٹر آف ورکس پشاور۔ اردو۔ فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بمبئی کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔ عمر ۴۶ سال۔

کسقدر سخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہی   پہلی منزل میں ہر اک خاک بسر ہوتا ہی

بے ثباتی جہاں آنکھ میں پھر جاتی ہی   طرف گور غریباں جو گذر ہوتا ہی

رونے لگتے ہیں سر شام سے سننے والے   میری آہوں میں جگر دوز اثر ہوتا ہی

شاکرؔ۔ پنڈت شیوناتھ صاحب نائب دیوان راجہ بنارس۔

غرض مجکو نہیں ہی بغض و کیں سے   کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے

کچھ ایسا گم ہوا ہے اختر بخت   نظر آتا نہیں ہے دوربیں سے

شاکرؔ۔ ماسٹر گوردھن داس صاحب سکنۂ ماسٹر مڈل اسکول چھارہ ضلع رہتک اگروال مہاجن ولد لالہ بھگوان داس مہاجن خلف لالہ رام پرشاد بیکنٹھ باشی جمنا کے کنارے منہدی پور تحصیل سونپت ضلع رہتک وطن ہے ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے بہت سے کنویں بنوائے۔ پوسالے جاری کئے گھر میں رتھ بہلی سب کچھ تھا پوتے نے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھارہ مڈل اسکول کے

سکنڈ ماسٹر ہیں عمر ۲۰ برس کی ہی

بیگانے کو یگانہ بناتی ہے عاجزی ۔ وہ سر بلند ہی جسے آتی ہی عاجزی
بغض و حسد کو جوش غضب کو عناد کو ۔ حرف غلط کی طرح مٹاتی ہی عاجزی
خانۂ دل جسکا روشن ہو خدا کے نور سے ۔ کام اسکو ہو نہ پرتو کی نہ مطلب حور سے
کچھ مشقت کی کمائی میں جو ملتا ہی مزہ ۔ اسکی لذت پوچھیے جا کر کسی مزدور سے

شاکر ۔ منشی کالکا پرشاد خلف لالہ منگل سین بریلوی تلمیذ عیش بریلوی

لڑ گئیں جس سے نگاہیں لڑ گئیں ۔ ہو گئی جس سے محبت ہو گئی

شائق ۔ بابو رام سہائے بھٹناگر تلمیذ شیدا دہلوی

میں خط میں لکھنا بھول گیا مدعائے دل ۔ اک مختصر سا ذکر مفصل میں رہ گیا
تیر نگاہ ناز کے انداز دیکھنا ۔ آنکھوں سے انکی چلکے مرے دل میں رہ گیا

شرارہ ۔ بابو دیبی دیال سکینٹھ ماتھر کایست سریواستو ولد گجادھر پرشاد مختار مورث اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ آصف الدولہ میں قانون گوئے سترکھ اور جاگیردار تھے ۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھاکر گنج ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے ۲۲ برس کی عمر میں ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی لیاقت رکھتے تھے ۔

مسیحا پر ہوا نہ اثر چارہ گر ہوئے واقف ۔ اٹھائی جسقدر تکلیف میں نے درد پنہاں سے

شفیق ۔ منشی لالتا پرشاد خلف منشی بیچی لال شاگرد منشی کنور جی مدہوش دیکمش

لکھنوی و فرحت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ مؤلف فرہنگ شفق فارسی انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے پیشہ کاپی نویسی قوم کایست تخمیناً ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ۔

اسلئے خاک پہ بیٹھا ہوں میں — کہ اٹھا کر وہ نظر دیکھیں تو
کبر کیوں کرتے ہیں یہ دنیا میں — پہلے اصل اپنی بشر دیکھیں تو

شگفتہ ۔ سردار سدرشن سنگھ امرتسری ۔

بیٹھا ہوں آرزوں کی دنیا لئے ہوئے — یعنے خیال یار کا نقشہ لئے ہوئے
ڈر ہے نہ انکے ظلم کا شکوہ زبان تک آ جائے — جاتا ہوں حشر میں لب گویا لئے ہوئے

شگفتہ منشی خیراتی لال کایست سکسینہ متوطن لکھنؤ محلہ نوبستہ شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق شاعر کیفیت بانک پٹہ میں کامل تھے ۔ ۸۰ سال کی عمر میں ۱۳۱۶ھ میں رحلت فرمائی ۔

صاف کیا ہو صحبت ظاہر سے باطن کا غبار — منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں
مجکو روتے دیکھ کر پاس آئے وہ تفہیم کو — کیوں نہ دل سے دوں دعائیں اپنی غم دیدہ کو
دیکھو نگاہ شوق سے میری طرح مجھے — یہ مدعا ہے اور کوئی مدعا نہیں
نہ شرماؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو — ملاقات ہے ہمسے تمسے کبھی کی
نیمجاں ہوں زندگی ہمدیہ چراغ کشتہ ہے — میری ہستی صورت بود چراغ کشتہ ہے
ہے ثبات زندگی نقش تصور سے رکیک — بود اپنی باد و نابود چراغ کشتہ ہے

بشکل ناخن انگشت سر کٹانے سے — حیات ملتی ہے جب انتقال ہوتا ہے
تر سرک چشم دکھاتے ہیں گر میاں اپنی — کمی پہ جب عرق انفعال ہوتا ہے
ادب بخشتا ہے ایسا ربط الفاظ مناسب نے — دو زانو ہو مری طبع رسا ترکیب الفاظ سے

شاداں۔ مہاراجہ چندو لال ملقب بہ راجہ بہادر خلف راجہ نرائن داس ابن راجہ لچھمی رام بن راجہ مولچند از نسل راجہ ٹوڈرمل ۱۱۸۰ھ میں بمقام حیدرآباد، پیدا ہوئے۔ قوم کھتری سورج بنسی ۷۵ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہوکر ۸۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ اے غافل نہیں بحر جہاں جائے قیام — کان رکھ کر سن یہ دیتا ہے صدا کوس حباب
کہتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے — ہم دل سے ہیں نثار اسی آفتاب کے
بھروسہ ہے ترا ہی اور ہے تیرے سوا کس کا — نہ دیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کس کا
وہی ہے ایک ہر گھٹ میں سمایا — مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا

شوق۔ پرتھی ناتھ صاحب نبیرۂ آنریبل پنڈت بشمبر ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی
عالم پہ بے ثباتی دنیا ہوا آشکار — وہ اپنے ہی مٹاتا ہے نقش و نگار کو

شوق۔ مہادیو پرشاد۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر جرنل مرچنٹ۔ امین آباد متوطن لکھنؤ عمر ۴۰ سال۔
دل ہے دل وادیٔ ایمن کا ہے معمورہ جس پر — اللہ اللہ ہمارا وہی ویرانہ ہے

شوق۔ پنڈت جگموہن ناتھ صاحب رینہ ڈپٹی کلکٹر سیتاپور شاگرد سید محمد نوح

شہید مچھلی شہری۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے تھے پنشنر ہونے کے بعد منیجر ریاست لکھنا ہو گئے تھے۔ وطن شاہجہانپور میں تھا عمر تخمیناً ۶۰ برس کی تھی۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔

تری مستوں کی حالت منحصر ہے دورِ پیمانہ پر   کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا

شایاں۔ منشی طوطا رام خلف منشی آتما رام ولد لالہ منسکھ رائے بن لالہ نسا رام قوم کایستھ سری باستب مولف مہابھارت اُردو منظوم طلسم شاہاں الف لیلہ منظوم۔ تاریخ طلسم ہند ۱۸۸۰ء میں انتقال کیا۔

دھرم دل ہمسا کہاں میکدۂ عالم میں   آنکھیں بھرآئیں جو جاتے کہیں ساغر دیکھا

مصری کرے نبات ترے لب کے روبرو   کیا کہیئے کسقدر ترا شیریں کلام ہے

شیام۔ پربھو دیال عرف شیام بابو اکبرآبادی خلف ماسٹر شنکر دیال عاشق شاگرد سید نثار علی شاہ نثار عمر ۴۳ سال۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا ماجرا   کثرت سے ہے عیاں تری وحدت کا ماجرا

سوز فراق درد تمنا غم فراق   پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا ماجرا

یہ کہہ کے میری شمع لحد ہو گئی خموش   ناگفتنی ہے صاحب تربت کا ماجرا

کوئی آشنا تو کرے سوزِ محبت پیدا   شمع نے آگ لگا رکھی ہے پروانوں میں

شبنم۔ پنڈت بنسی دھر بسوانی شاگرد جگر بسوانی۔ عمر ۲۴ سال

تو جو بالیں پہ نہ اے شوخ ستمگر ہوتا   نزع کے وقت ترا نام زباں پر ہوتا

شمیم۔ شیر سنگھ گوردی تلمیذ جناب لسان الہند عزیز لکھنوی

یہ سمجھ کر تا نہ کوئی غم رہے — کوئے جاناں میں ہمیشہ ہم رہے
دل مرا آباد رہنا چاہیئے — تم نہیں تو پھر تمھارا غم رہے

شمیم۔ بابو چھتر مل بھرتوری۔ شیدا دہلوی کے شاگرد ہیں۔

صرف خزاں بہار چمن سر بسر ہوئی — ماتم گلوں کا شور عنادل میں رہ گیا
اٹھتی ہے کس مزے کی خلش ہر نفس کے ساتھ — کانٹا تری نظر کا کہیں دل میں رہ گیا
اسکے حسن صاف کا آئینہ تھا گویا جہاں — وہ سراپا نور ہر اک دل کے کاشانے میں تھا

شایق۔ فتح چند ولد لالہ بیتی رام کایست لکھنوی تلمیذ ناسخ

دماغ دل کو نہ پہنچی گل مراد کی بو — بہت نہال ہوئی باغ روزگار میں روح

شمس۔ بابو کنھیا لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ شیدا فرخ آبادی۔

مجذوب بھی حیراں ہیں سالک بھی پریشاں — کیا راز خدا آئے بھلا عقل بشر میں
اسطرح سے کوئی پئے تفریح چلا ہے — ہے تیر و کماں ہاتھ میں خنجر ہے کمر میں

شیدا۔ جناب منشی پرمیشری دیال صاحب عمر تخمیناً ۵۰ سال بسوانی تلمیذ حکیم جگر بسوانی۔

مہرباں وہ مہ خوبی کبھی ہمسر ہوتا — اپنا اجڑا ہوا کاشانہ منور ہوتا
حشر کیدن بھی جو ہوتی تری چہرہ پہ نقاب — اور بیتاب ہمارا دل مضطر ہوتا

شیدا۔ پنو لال صاحب شیدا فرخ آبادی تلمیذ قمر لکھنوی

پکھ نہ پوچھ صدمۂ غم جان کو لے آتا ہے | یار کی بزم سے کوئی نہیں پھرتا خالی
ہم جدھر دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر شیدا | اچھے لوگوں سے نظر آتی ہو دنیا خالی

شیدا۔ منشی چندی پرشاد دہلوی سابق اڈیٹر کمال، دہلوی عمر، سال۔

بیخودی شوق سی یہ لطف جل جانے میں تھا | شمع کے دل کی لگی کا سوز پروانے میں تھا
اک تماشا سلے نظر تھا جلوہ گاہ کائنات | کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
سنتے ہیں آدم کی لغزش ہو گئی جو جابل | عالم فانی نہاں گندم کے اک دانے میں تھا

شیدا۔ چودھری بابو رام ولد چودھری لال بہاری قوم کایست سریواستو زمیندار قصبہ مچھریٹہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۸۵۰ء فارسی میں فارغ التحصیل۔ ابھی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا۔ عدم توجہی سے زمینداری جاتی رہی تو چھاونی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان چھپنے گیا وہ تلف ہو گیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مچھریٹہ آ رہے تھے ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصارت نے شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۲۶ء میں بعمر ۵، سال انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادہ رام سروپ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں ضبط تخلص ہے

کس نے پردہ سے رخ روشن نمایاں کر دیا | ذرہ خاک زمیں کو مہر تاباں کر دیا
یکساں ہیں مجھ کو گلشن توحید میں دونوں | گل دستگر ہو گا عدو خار نہ ہو گا
تو بے نیاز رہی کہ سب ہیں نیازمند | اس ناز اس ادا کا کوئی مہ جبیں نہیں

شیدا۔ پنڈت مادھورام صاحب محرر جوڈیشل سہارنپور

اے تیغ ناامیدی زخمی نہ کر مرا دل
اُمید وصل جاناں مہماں ہے یہیں پر

شیطان۔ برجموہن ناتھ کشمیری ولد کیشو ناتھ اور منشی دیاشنکر نسیم کے حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزا کی ایذا رسانی سے دل گرفتہ رہتے تھے۔ افیون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے نہایت ذکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کیطرف طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے پاک ہیں ہر وقت فنافی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے بسنہ ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔

اب خبر نہیں اپنے نشیمن کی چمن میں
گل خوش ہیں اگر ہم سے تو صیاد خفا ہے

جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں
اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے

ص

صابر۔ اکھوری ستیل پرشاد خلف اکھوری لچھمن سہائے قوم کایست متوطن میگرہ ضلع گیا۔ ابتدائے عمر سے اُردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب ہے عمر ۷۰ سال۔

بڑھنے لگا تعظیم کو ہر خار مغیلاں
دیکھا جو کہیں دشت میں مجھ آبلہ پا کو

گردش چرخ سے گھبراتا ہے کیوں دل میرا
شاید اس پردے میں پنہاں کوئی حکمت ہوگی

صابر۔ ماسٹر ست دیو عرف ایس ڈی راٹھور۔ ادیب عالم پنجاب یونیورسٹی، ولادت ۱۹۰۳ء خلف سی ڈی راٹھور۔ متوطن ویٹیچر ہائی اسکول کھنہ ضلع لدھیانہ تلمیذ پیارے لال صاحب آنند لکھنوی فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں سکریٹری بزم سخن۔ آپکو اُردو زبان کی خدمت کا بیحد شوق ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوتا ہے جس میں اطراف کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوت بی اے۔

سنا تو کرتے ہیں لوگوں سے بیرخی انکی ۔۔۔ بلا کے ان کو مگر ایکبار دیکھیں گے
کرینگے تھام کر دل ہم کچھ اسطرح نالے ۔۔۔ نظر اُٹھا کے وہ بے اختیار دیکھیں گے

صادق۔ پنڈت دیبی پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت ۱۸۴۴ء۔ بریلوی۔ دراز قد فربہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی، تمام عمر میں چار شادیاں کیں جنمیں اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے ابتک چار بقید حیات ہیں پنڈت لچھمی نرائن ادیب پنڈت ہرنراین سحر پنڈت بشن نرائن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی بی سے ہیں۔ شاعری کا شوق ۱۸۶۰ء سے شروع ہوا۔ جلیس منیر شکوہ آبادی لالہ مادھو رام جوہر اور ڈپٹی کلب حسین خاں نادر تھے۔ پہلے فخر تخلص تھا۔ لیکن منیر کے مشورہ سے صادق تخلص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن ہونے لگا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۰ء ، ۹ برس کی عمر میں بیکنٹھ باشی ہوئے۔

خوش طینی سے ایدل ہوتا ہے نام سب کا | نافہ سے اپنے آہوئے مشہور ہے ختن میں
جب نہ ہو خرچ تو کیا مال سے حاصل ہے حریص | یوں تو ہر غنچہ کی مٹھی میں بھی زر رہتا ہے
سخت دل سے تو سے خالی نہیں ہے ہمدم آتش | دیکھ سینے میں ہے پتھر کے شرر رہتا ہے

صفدر۔ منشی لچھمی پرشاد ولد منشی نوبت رائے قوم کایستھ سکسینہ دوسر عمر ۶۳ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ۔ تلمیذ منشی شگفتہ لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق ہیں۔ آپ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر جسبارت جنگ کے نواسہ داماد ہیں۔ نانا منشی لالچند آتش مرزا قتیل کے شاگرد تھے۔ جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدہ تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کارونیشن دربار دہلی میں طلب کئے گئے تمغا اور سارٹیفکیٹ اعزازی مرحمت ہوا۔

فارسی بھی خوب کہتے تھے سنجر ایرانی اور خواجہ عزیز لکھنوی سے تلمذ ہے استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی تھی ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل ہے ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں کہا جسکے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت کچھ کہا آجکل دہلی میں قیام ہے۔

ثبات دہر ہماری نظر میں خاک نہیں | کہ اس مکان کے دیوار و در میں خاک نہیں

جہانمیں ایسی مخالف ہے طبع آپس میں ** کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں
ازل سے حصے میں ہیں خاک و باد و آتش و آب — کچھ اور اسکے سوا میرے گھر میں خاک نہیں

شباب ہی سے ہوئے صدا اپنے بال سفید
اُڑی تھی ایسی کبھی دوپہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں جام بادہ گلفام آتا ہے — ہمیں جمشید کا عبرت سے یاد انجام آتا ہے
اٹھ استقبال کو بہر خدا اے قالب خاکی — لحد پر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے

ہمدم نہیں انیس نہیں آشنا نہیں — آ اے اجل کہ زیست کا تنہا مزا نہیں
تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کنج عافیت — کیا بیقرار طائر قبلہ نما نہیں

گلکاریاں تھیں دزد حنا کی نظر فریب — دست صنم تھا یا سبد گلفروش تھا
وہ ردّ خلق تھا میں جہاں میں کہ بعد مرگ — احباب کو جنازہ مرا بار دوش تھا

کوئی گل تجھ سا نظر آیا نہ اے گلزار حسن — عمر بھر دیکھا تماشہ گلشن ایجاد کا
بہار آئی تو آئے ہمصفیر و کیا خوشی مجھ کو — قفس سے میں اگر نکلا بھی تو بے بال و پر نکلا

عدم سے آئے جائینگے عدم کو — ہماری ابتدا و انتہا کیا
بازار دہر میں زر کامل عیار ہوں — مجھ کو زیادہ اے فلک سفلہ کس نہیں

بندۂ عشق ہوں مذہب کا مرے نام نہیں — کفر سے کام نہیں تابع اسلام نہیں

صحرائی ۔ لالہ بلدیو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے رسائل کے اڈیٹر رہ چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئٹہ بلوچستان سے نکالا تھا

جو بند ہو گیا عمر تخمیناً ۲۵ سال متوطن کوئٹہ بلوچستان

چرخ پر پھیلا ہوا ہے ایک عالم نور کا — ہے گماں ہر ایک تارے پر چراغ طور کا

نیلی شب نے بھرے ہیں لف میں موتی نئے — ہر خم نطا و بن جاتا ہے گھونگھٹ حور کا

عکس سے تاروں کے آئینہ ہیں موجیں بحر کی — قطرہ قطرہ پر ہے دھوکا ساغر بلور کا

جب چنی تاروں کی افشاں لعبتان چرخ نے — اور ہی کچھ ہو گیا تھا رخ شب دیجور کا

کی مدارات نظر شمعیں جلا دیں دور تک — یا سمیں کی چرخ پر سیجیں بچھا دیں دور تک

صفا - لالہ منولال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کایست شاگرد میر تقی میر

۱۸۵۰ء میں انتقال کیا -

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

صفی - منشی کور سنگھ خلف لالہ دھر سنگھ زمیندار موضع رسولپور ضلع میرٹھ

تلمیذ زکی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف

کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ

ایک مقطع میں فرماتے ہیں -

بفیض حضرت مرشد کہ کہئے نجم دیں ان کو

صفی طینت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہے

دیوان ان کی وفات کے بعد منشی بختاور سنگھ پٹواری کشن پور فرزند مصنف نے

چھپوا دیا کہ قصائے نام ہے -

طلسم جلوۂ کن آئینہ ہے خود نمائی کا
تصور میں غیر از ذات لائیں ہم کہاں اپنا

جو دیکھے چشم حق بیں سے فنا میں ہو تھا پنہاں
بنا ہر قطرہ گم ہو ہو کے بحر بیکراں اپنا

عدم آغاز عالم ہے فنا انجام دوراں ہے
مثال خواب حائل ہے قصہ درمیاں اپنا

چمن کے رنگ تغیر کا ہے نظر سے خطاب
وہ گل ہے کونسا جسکو غم خزاں نہوا

حیف ہمنے قیام دنیا میں
دم کی دم صورت حباب کیا

ساز تار نفس کی ہے یہ صدا
دار دنیا ہے مثل خواب غلط

اگر چشم حق بیں سے ہم دیکھتے ہیں
تو دل ہی میں دیر و حرم دیکھتے ہیں

عبرت پذیر گردش دوراں سے ہو صفی
جائے بہار صاف نمود خزاں ہے اب

صوفی۔ بشیشر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد وجاہت جھنجھانوی

جلوہ ہے تیرے نور کا سارے جہاں پر
ہے چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر

صنم۔ بابو امبکا سہائے خلف منشی خجگن ناتھ سہائے قوم کایست متوطن
ہرنام دیہہ ضلع گیا۔ تلمیذ رشید خلش گیاوی عمر ۱۸ سال

بیفائدہ کیوں ہاتھ اٹھاتا ہے دعا کو
معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو

لکھ آج صنم تو وہ پھڑکتے ہوئے اشعار
تڑپا دے غزل اپنی سنا کر شعرا کو

صید۔ لالہ برہمدیو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے سکنیٹھ باشی قوم کایست
مختار عدالت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور۔ پرگنہ ارول سب ڈویزن جہان آباد
ضلع گیا۔ کتب درسیات فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

رکھتے ہیں۔ شاعری کا شوق کمسنی سے ہے فوٹو گرافری باغبانی میجک
ستار ہارمونیم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتدا میں ستم گیاوی سے اصلاح
لی پھر حضرت خلش گیاوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میونسپل کمشنر بھی
رہ چکے ہیں دیوان مرتب ہے عمر ۵۰ سال

جلوۂ انجمن ہے وہی دونوں جگہ اے ناصح
مرتبہ کم نہیں ہے کعبہ سے بت خانے کا
سزا کس کو ملی تھا جرم کس کا
لڑی اُن سے نظر دل پر لگی چوٹ
مل جل کے رہیں جوہر و شمشیر کی صورت
سیماب ہے دل میرا ہیں آئینہ اگر آپ

ط

طالب۔ بابو اقبال بہادر سنہا سیتاپوری۔

اے جنوں صدقے ہزار آزادیاں اس قید پر
وہ اگر خود بیٹھ کر دربانی زنداں کریں
انتہائے سوز غم سے ہوگئے آنسو بھی خشک
اب اثر پیدا کہاں سے دیدۂ گریاں کریں
انتہائے رنج و راحت کا سبب ہے کیا عجب
مشکلیں حد سے گزر کر کار آساں کریں
بن کے شمع انجمن سوتے ہیں جو اے لحد
ہائے وہ آباد تیری منزل ویراں کریں

طالب۔ مسٹر نندلال بی اے وکیل چکوال ولادت ۱۸۹۰ء عمر ۴۱ سال،
وطن سری نگر کشمیر قوم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم منشی فاضل ادب فاضل شاگرد
امیر کشمیری و منشی رام سہائے تمنا لکھنوی۔ و پنڈت برجموہن ناتھ صاحب
دتاتریہ کیفی۔

غم اور خوشی کا دل ہی پہ دارومدار ہے | بیدل ہوئے خزاں ہوئی باد دل بہار ہے
توڑے ہیں آسمان کے تارے خیال نے | گلشن تصورات کا باغ و بہار ہے

طالب۔ منشی ونایک پرشاد بنارسی ڈراماٹسٹ۔ اکثر بمبئی میں قیام رہتا تھا تھوڑا زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

حیات البشر

انسان بے بنیان کی ہے زندگی اک آن کی
آئی قضا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی

یہ برق ہے یا ہے شرر یا سایۂ دیوار و در
شبنم ہے ہم شکل گہر یا غنچہ گلزار تر

مثل نمود شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
اک شعبدے کا دام ہے اور زندگانی نام ہے
شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
ناگاہ ٹوٹا شعبدہ موت آگئی انسان کی

خواب عبرت

اک روز کہ میں خواب میں ہنگام سحر تھا | ناگاہ مرا تربت قیصر پہ گزر تھا
یاد آئی مجھے ایک جو نے شوکت مرحوم | عبرت سے یہ دریافت کیا با دل مغموم
کیوں مٹ گئے وہ نقش نگیں کیا ہوئی صولت | کیا تھی اسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

تربت سے نہ لڑائی کرائے والے معتدر — دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سر بستر
دو ہاتھ زمیں بھی نہیں آرام کی جا ہے — ہر عضو ترا اس میں بھی کیڑوں کی غذا ہے

طاہر۔ منشی خیراتی لال کایست لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ ۱۸۹۸ء میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمی حسن بتاں سے گلشن میں — شگوفہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا
عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں — میان آب رواں ساغر حباب ہوا

طپش۔ منشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

اسقدر صاف ہو آئینۂ دل عاشق کا — قدر کرتا جو کہیں آج سکندر ہوتا
آپ کیوں میری محبت کو برا کہتے ہیں — ایسی باتوں کا ہو صدمہ مرے دلبر ہوتا

طالب۔ لالہ شیش چندر کایستھ سکسینہ طالب دہلوی خلف رائے صاحب لالہ مہیش داس صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی عمر ۲۰ سال تلمیذ جناب حق دہلوی

افسوس نے آنکھ کو وہ قوت تقریر دی — جن سے عریاں میری حسرت کی تصویر ہے
نقش صد حیرت ہوں نہیں عبرت کا ساماں دیکھ کر — ہوش گم ہیں منظر شہر خموشاں دیکھ کر
رضا تسلیم و عجز و انکساری اپنا شیوہ ہو — ستم ہو در پئے آزار ہیں ہل جہاں پھر بھی
یہیں پر ہو خط امتیازی نسل آدم میں — وہاں پر ایک ہیں سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو
بلا تفریق مذہب فیض پہنچا اہل دنیا کو — تعصب سے بری ہو خلق کی راحت کا خواہاں ہو
جو نیرنگ جہاں کو ایک افسانہ سمجھا ہو — اثر انداز اسپر گردش دوراں کہیں ہو

ع

عاجز۔ منشی ننھے لال کایستھ سری واستو۔ پیدائش ۱۸۷۲ء چھ مہینے کی عمر میں چیچک کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر اسقدر ذکی تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور علم موسیقی رام کشن داس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین وقار لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ انکے انتقال کے بعد بلیغ لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا ان کا دیوان نظم دلکش بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق نے کر دیا سب کچھ عطا
کون سی نعمت ہے جس سے یہ محروم انسان رہ گیا

راحت و تکلیف کی اسکے خبر ملتی نہیں
جو یہاں سے داخل شہر خموشاں ہو گیا

اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا
عطا کیا ہے تمھیں حق نے آئنہ دل کا

نزع کی حالت میں یہ عالم رہا تقریر کا
اقربا بھی مدعا سمجھے نہ مجھ دلگیر کا

خوف ہے کانٹوں کے ہنسی گل نہ توڑی باغیں
عیش کی خواہش میں ہمکو غم کا کھٹکا ہو گیا

عامل۔ رام پرشاد خلف شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ کھینچ لائی۔ کتاب ایکادشی مہاتم بحر طلسم دریائے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہاراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد تھے چنانچہ اپنا حال ایک مثنوی میں نظم کیا ہے۔

میں ہوں اک بندۂ ناچیز ناشاد — مجھے کہتی ہے خلقت رام پرشاد
پدر تھے میرے شیو پرشاد نامی — بقوم کھتری استاد نامی
بزرگوں کا وطن ہے شہر لاہور — عجب رنگیں چمن ہے شہر لاہور
پھر اڑایا بخت واژوں نے وطن سے — اڑایا صورت بلبل چمن سے
غرض مدت سے یاں دلشاد ہوں میں — میاں لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز۔ برج باشی لال امروہوی ضلع مراد آباد

ہر سو چمن میں جامہ گل بھی ہے تار تار — کیسا جنوں کا جوش ہے فصل بہار میں

عاجز۔ بھاگیرت لال صاحب فوٹو گرافر ویجر تلمیذ جناب وجاہت

خواہشوں کے ہاتھ سے جینے کے لالے پڑ گئے — دل میں اب پیدا کوئی ہم مدعا کرتی نہیں
مثل دریا آنکھوں میں نہاں ہیں آنسو ایک ایک — راز ہی اس میں جو ہم طوفاں بپا کرتی نہیں
کشتگان عشق کی مدفن مٹاتی ہیں تو کیا — نام دنیا سے شہیدوں کی مٹا کرتے نہیں

عاشق۔ ماسٹر شنکر دیال ایم اے ابن گردھاری لال بن چھبیلی رام بن خوشحال رسائے ساکن موضع سانڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے، ۱۹۱۳ء میں بعمر ۶۶ سال انتقال فرمایا۔

پھر تمنا کا ہوا جوش کہ اصرار کرے — پھر تغافل نے نکالا نیا طرز انکار

عاقل۔ دیوان کیشو داس خلف دیوان کشن کشور رئیس و آنریری مجسٹریٹ لاہور تلمیذ تاجور نجیب آبادی۔

انکے ہر ایک لطف میں پنہاں ہیں سو ستم　　گل کر دیا ہوا شک نے شمع مزار کو

عبور ۔ کنور لب میہ سہائے خلف اکبر راجہ جیا لال گلشن لکھنوی ۱۹۰۹ء

میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اے برق کسکے خرمن ہستی پہ ہے نظر　　کچھ بھید تو بتا مجھے اس اضطراب کا

عشرت ۔ لالہ میکو لال صاحب لکھنوی تلمیذ جلال لکھنوی عمر ۶۲ سال،

آجکل ڈیرہ دون میں ہیں۔

مہرباں جو وہ مہ کامل نہیں　　چاندنی راتوں سے کچھ حاصل نہیں

ذکر ہر جا ہے تری بیداد کا　　زخم سے خالی کسی کا دل نہیں

عشرت ۔ کنور مٹھن لال صاحب دہلوی متعلم طبیہ کالج دہلی۔

ازآدہم بھی ہوتے ای کاش زندگی میں　　یہ آرزو تو لیکر جاتے نہ جی کی جی میں

غم میں ہوئے گریزاں آنسو بھی میری مجھ سے　　آتا ہے کام کسکے کب کوئی بیکسی میں

عطا ۔ منشی ایشری پرشاد عظیم آبادی کالیست مولف عروض عطا ۔ اردو

زبان کے شیدائی تھے ۷۰ برس کی عمر میں تخمیناً دس برس ہوئے انتقال کیا

ذکر میری وفا کا سن کے کہا　　کیسی بے مثل یہ کہانی ہے

عادل ۔ منشی نند کشور متوطن سیتاپور قوم کالیست ۱۹۰۸ء تک

بقید حیات تھے۔ تلمیذ اوج

وہیں پہنچینگے جو فرصت ہوئی غم کھانے سے　　دو قدم خانہ اللہ ہے بتخانے سے

۹۷

عرش۔ پنڈت بال مکند عرش ملسیانی قصبہ ملسیان ضلع جالندھر خلف جناب جوش ملسیانی۔ تاریخ ولادت ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء۔ ایف اے تک تعلیم ہے پہلے محکمۂ نہر میں اوورسیر تھے۔ اب محکمۂ صنعت و حرفت میں ملازم ہیں۔

اے ذوق سفر تو ہو تو پروا نہیں مجھ کو
صحرا مرے آگے ہو کہ دریا مرے آگے

یہ آرزو تو ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو
میں کس طرح کہوں کہ کوئی آرزو نہیں

یہاں ہر دم نئے منظر یہاں ہر دم نئے نقشے
یہ دنیا ہے نئی اس کو پرانی کون کہتا ہے

مرا دل ہی مرے دل کا بیاں ہے
محبت کی دو حرفی داستاں ہے

کوئی پوچھے قفس والوں کی حالت
اٹھا گلشن کی جانب سے دھواں ہے

غ

غریب۔ تاج بہادر عرف لالہ خدا بخش صاحب خلف منشی عالم چند صاحب عرف لالہ حسین بخش ابن لالہ اجودھیا پرشاد صاحب بن دیبی پرشاد صاحب دہلوی۔ ساکن لکھنؤ محلہ مستا کو منڈی۔ پہلے مطبع ثمر ہند میں منیجر تھے۔ مصلح سنگی۔ کاپی نویسی میں دخل رکھتے تھے پھر اپنا مطبع کیا اور محلہ چوپٹیاں میں سکونت اختیار کی۔ ہمیشہ عشرۂ محرم میں تعزیہ رکھتے تھے اور مختلف شعبدات لوگوں کی دلچسپی کے لئے دکھاتے تھے۔ جیسے لالوں کا لڑنا فوارہ کا چھوٹنا۔ اور سبیل بھی رکھتے تھے ۱۸۹۱ء میں تخمیناً ۷۰ برس کی

عمر میں انتقال کیا۔

مجھ سوا انکے در و دیوار کو یہ الفت ہے
میں اگر واں سے چلوں ساتھ ہی دیوار چلے

غنیمت۔ بابو اجودھیا پرشاد صاحب۔ بی۔ اے۔ کایست امانوی ضلع گیا شاگرد ہتیاب عظیم آبادی آریا سماج آشرم میں ملازمت کرکے پنڈت ہوگئے۔

بوستاں میں پہاڑ ڈالا گل نے اپنا پیرہن
کس کو نکلا جو وہ گلگوں قبا برسات میں

غیرت۔ منشی کنھیا لال۔ بھٹناگر۔ سکندر آبادی ضلع میرٹھ۔

نہ آئی گھر مرے کیا جانے کیا سمجھ کے قضا
یہاں تو جان بھی حاضر ہے میہماں کیلئے

سنو اے اہل عبرت کہہ رہی ہے خاک پروانہ
کہ جل بھن کر کسی دن شمع بھی محفل سے نکلیگی

ف

فدا۔ لالہ ٹھاکر پرشاد صاحب خلف راجہ رام ساکن لکھنؤ پوری ٹولہ ۱۸۸۰ء میں بعمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

بعد مرنے کے کیا یاد کسی نے نہ فدا
کسقدر جلد ہمیں اہل وطن بھول گئے

فدا۔ پنڈت دت ستہ پرشاد بی۔ اے۔

فدا جہاں میں جہاں یک نظر نے کام کیا
مشاہدہ ہی میں ہمنے سحر کو شام کیا
کہ ہو رہا ہے نہاں صنعتوں میں کاریگر
نظر فریب بہت اسنے انتظام کیا
ہنسا کہیں وہ کسی پھول کی تبسم میں
صبا کے ساتھ چمن میں کہیں خرام کیا
کہیں غزال کی آنکھوں سے دلکو چھین لیا
کہیں ترنم دریا کو نیک نام کیا

ہمالیہ میں اثر ریز اسکی شوکت ہی زبان شیر سے اظہار احتشام کیا
اسی کا نور چھلکتا ہی چاند سورج میں کسی کو بزم میں ساغر کسی کو جام کیا
برس رہا ہی کرم اسکا ابر رحمت میں فضا میں اسکے اشارہ نے فیض عام کیا
ہے فکر سرگریاں کہ کس لئے اسنے نظر سے بچنے کا اسدر جہا اہتمام کیا

فراق۔ مسٹر رگھوپت فراق۔ بی اے۔ ولد منشی گورکھ پرشاد صاحب نوجوان شاعر ہیں نظم و نثر دونوں میں ملکہ رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال

وہ میکش ہوں کہ موج بادہ خود ساغر سے اُٹھ اُٹھ کر
مرے ہونٹوں تک آئی اور ساقی بار بار آئی

کچھ لڑکھڑا رہی ہر نسیم بہار بھی ساغر بکف اٹھا کوئی صبح بہار کیا
میکدے سے کوئی پیکر جو چلا کھنچ ہی گئی ایک تصویر چھلکتے ہوئے پیمانے کی
رنگ توحید چھلکتا تھا مرگردش جام شیخ نے ہو کے خرابات نشین دیکھ لیا

فرحت۔ منشی شنکر دیال بن منشی اودن چند۔ لکھنوی شاگرد منشی جواہر سنگھ جوہر۔ علم انگریزی فارسی ناگری میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بہت مذہبی کتابیں سنسکرت سے اُردو میں نظم کی ہیں اُنمیں سے رامائن اردو منظوم بہت مشہور ہے ۱۸۹۰ء میں بعمر ۶۰ سال انتقال فرمایا

رنگ دنیا کا بس اب نوع دگر ہوتا ہی پیری آتی ہے جوانی کا سفر ہوتا ہی

فریاد۔ منشی بدری نرائن ولد منشی درگا پرشاد کایست ساکن موضع ندرہ

ضلع گیا۔ نقل نویس کلکٹری گیا۔ اسسٹنٹ سکریٹری انجمن چشم سخن۔ مذر شاگرد
نسیم لکھنوی عمر ۳۷ سال۔

پوچھو نہ ہجر یار میں رونے سے کیا ہوا — سوکھا ہوا درخت تمنا ہرا ہوا

فہیم۔ ماسٹر بر بھودیال کایست سریواستو خلف منشی گجادھر پرشاد مختار لکھنوی ساکن محلہ نگریاں ٹھاکر گنج۔ آپ کے بزرگ دیوان کاشی رام قانون گو پرگنہ سترکھ و جاگیردار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گزرے ہیں۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں۔ تعلیم فارسی و ہندی منشی شنکرلال خلف منشی جگناتھ خوشتر۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل کی علم نجوم میں بھی دخل ہے۔ جبیر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ کتاب سری کرشن جنم کے مصنف ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔

نکلنا انکی مٹھی سے بہت مشکل سمجھتے ہیں — ہم اپنا دل سمجھتے ہیں وہ اپنا دل سمجھتے ہیں
جوانی کیا گئی دل سے امنگیں بھی ہوئیں رخصت — ہم اپنے دل کو اب اجڑی ہوئی محفل سمجھتے ہیں
زہے نصیب کہ در کا تیرے گدا ہوں میں — فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں
زیر زمیں ہیں دونوں کا احوال ایک سا — کیا بینوا فقیر ہے کیا تاجدار ہے
کعبۂ دل سے مرے کیا نسبت دیر و حرم — ہے تفاوت عبد اور معبود کی تعمیر میں
بڑھ گئے احباب شوق منزل مقصود میں
ہم شکستہ پا غبار کارواں دیکھا کئے

امید کیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی — واپس نہ تیر آیا چھٹکر کبھی کماں سے
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہے بہت — میرے دلکو ہوگئی تسکیں تمھاری یاد سے

عیش و غم سے کوئی جا خالی نہیں ہے اے فہیم
باغ میں ہنستے ہیں گل شبنم کو گریاں دیکھ کر

فیض۔ بابو جگناتھ پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مہتمم بندوبست ضلع نمارڑ شاگرد وسیم مرحوم۔ آپنے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے۔ عمر تخمیناً ۶۰ برس کی ہے ۱۹۲۲ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری میں نوجوانی کا — چاند ہے صبح زندگانی کا
قصۂ مرگ کوہکن بھی ہے — ایک ٹکڑا مری کہانی کا

شمع رو رو کے کہتی ہے مری تربت پر — ہائے اس قبر پہ چھائی ہوئی حسرت کیا ہے
دیدۂ زار کا سینے کے شگفتہ کوئی پھول — اور یہ دل افسردہ کی قیمت کیا ہے

فلک۔ منشی لال چند سابق اڈیٹر مشیر کاری انکے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے نام سے ۱۹۱۳ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دو ہونیکو ہے بچھڑ کے ملنے والے ہیں — خزاں آتی ہے گلشن میں نئے گل کھلنے والے ہیں
باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لیگیا — عندلیبونکو قفس میں آب و دانہ لیگیا

فہمی۔ جناب منشی گنگا پرشاد صاحب خلف اکبر منشی شیو پرشاد صاحب وہبی لکھنوی کایستھ سکسینہ خلف منشی سوبھا رام صاحب صفی آپ کا تخلص پہلے

مہتر تھا بمقابلہ چرکین لکھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا کی چنانچہ آپ کا یہ مصرع زبان زد ہے ۔ سے میں وہ مہتر ہوں اُٹھا کر پھینک دوں چرکین کو

عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت   قضا دیکھ لینے دے صورت کسی کی

ق

قابل ۔ بھیروں پرشاد حیدرآبادی شاگرد ثاقب لکھنوی

دیکھے خدا لسنے زبانی بھی یہ کہنا قاصد   آپ کا خیر طلب خیر سگال اچھا ہے

قمر ۔ منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھے لال صاحب عمر ۶۴ سال لکھنوی ۔ پیشہ ڈاکٹری ۔

روغن گل کو جلا دیتے ہیں محفل میں چراغ   عنادل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے

آپکی خلوت سرا میں کیوں صبا ہو باریاب   آنیوالی جانیوالی کوچہ و بازار کی

قمر ۔ بدری پرشاد بی ۔ اے وکیل گورکھپوری ۔ شاگرد وسیم ۔

چلتا ہی اب تو جام بلوریں بھی باغ میں   پتھر میں جان ڈال دی جوش بہار نے

قیصر ۔ منشی شیام سندر کلرک جنرل پوسٹ آفس حضرت گنج لکھنو ۔

رہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے   بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں ہوش مجھے

اقربا وہ جو کبھی دم میرا بھرتے تھے   بعد مرنے کے کریں دل سے فراموش مجھے

سامنے داور محشر کے وہ شرمندہ ہیں   اے زباں رہنے بھی دے حشر میں خاموش مجھے

قمر۔ لالہ للت بہاری لال صاحب تعلقدار پنج مجسٹریٹ بسواں

اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو ۔۔۔ صورت آئینہ حیراں سکندر ہوتا

کرشن۔ ڈاکٹر پیرہلاد کرشن شرما دہلوی

سما رہا ہے کوئی گلعذار آنکھوں میں ۔۔۔ نہ کیوں ہو پیچ گلوں کی بہار آنکھوں میں

جو کوئی آئے تو مشکل ہو نزع کی آساں ۔۔۔ اٹک رہی ہے مری جان زار آنکھوں میں

لکھدیا جو کچھ کہ قسمت میں اسے منظور ہے ۔۔۔ کاتب قدرت کا ہم شکوہ گلا کرتے نہیں

کنھیّا۔ رائے بہادر کنھیا لال صاحب آنریری مجسٹریٹ و صدر زخیرہ ایجی کانپور

کیوں نہ مر جاتا مریض غم سیاماں دیکھکر ۔۔۔ رو دیا سب گھر کا گھر انکو پریشاں دیکھکر

خوابگاہ کشتگان ناز ہے عبرت کی جا ۔۔۔ فاتحہ تم بھی پڑھو گور غریباں دیکھکر

کشتہ۔ بابو اودھ کشور پرشاد صاحب کشتہ بی۔ اے ایل ایل بی وکیل، و مینوسپل کمشنر خلف بابو بندیشری پرشاد کایست ساکن موضع پروہرہ، ضلع گیا۔ شاگرد خلش گیاوی۔ و حضرت نوح ناروی۔

اتنا مشہور ہے ماہ کامل کا ۔۔۔ لیکن اک داغ ہے مرے دل کا

پھول برسائیں وہ رقیبوں پر ۔۔۔ میں تو کانٹا ہوں انکی محفل کا

مال مفلس سمجھکے اے کشتہ ۔۔۔ کوئی گاہک نہیں مرے دل کا

کشتہ۔ منشی بھگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد تجمل جلالپوری

کیا عبادت کو وہ آئیں وقت نزع اپنی حالت دید کے قابل نہیں

گ

گلشن۔ راجہ جیالال بہادر رئیس اعظم شہر لکھنؤ خلف رائے بھوانی بخش صاحب قوم کایستال چودھری سابقہ تعلقدار مرتضی نگر ضلع اناؤ۔ عہد حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعہدہ سر دفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کی بزرگوار برابر دربار شاہان اودھ و شاہان دہلی میں بعہدۂ جلیل القدر سرافراز رہے۔ آپ کا سال ولادت ۱۸۰۷ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔ پھاٹک راجہ جیالال متصل سرائے معالیخاں اور ایک باغ متصل علیگنج آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا

نام سے تیرے جو روشن مطلع دیواں ہوا ہر ورق خورشید کا مانند نورافشاں ہوا
نشی قدرت کے مدحو نہیں ای گلشن تو ہر یہ سمجھ لے چاک تیرا نامہ عصیاں ہوا

بہار آئی شگوفہ پھولا کھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
کہیں تماشا ہی یاسمن کا کہیں نظارہ ہی نسترن کا
جو یاد آیا وہ روئے رنگیں بہے ان آنکھوں سے اشک خونیں
کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

سر رشتہ دلکو زلف گرہ گیر سے ہوا دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

گلشن۔ دیوان منشی رادھے لال کول کشمیری عمر ۵۰ سال رئیس لاہور
پوچھو نہ ہم سے کون ہیں اور ہم کہاں کے ہیں
مشکل یہ دو سوال ہیں جو امتحاں کے ہیں

گوہر۔ بھوانی پرشاد ملکتوی ضلع گیا۔
کھولدے میخانہ کر آب کرم آراستہ
لطف ہے ساقی مے گلفام کا برسات میں

ل

لچھمن۔ منشی لچھمن پرشاد صاحب چاندنگری۔
ترا دھیان میرے دل پاک میں ہے
تصور ترا چشم نمناک میں ہے
یہ ادنیٰ تماشا ہے قدرت کا تیری
زمین پر ہے کچھ اور نہ افلاک میں ہے

م

مادھو۔ منشی مادھو رام جوگی ولد لالہ گنگا پرشاد بھگت بیکنٹھ باشی قوم کایست سکسینہ۔ علم نجوم حکمت۔ علم موسیقی سے واقف ہیں۔ جد امجد دیوان دہلی والد دیوان نواب مرشد آباد کے تھے۔ خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں بخشی الملک کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اسوقت عمر پچانوے سال کی ہے۔ آپ کا شمار فقرا میں ہے۔
بلا اپنا نہ دل جب کوئے ما تمغاں میں
تیرا دیوانہ اکثر جا نکلتا ہے بیاباں میں
جگر سے دل سے دل سے چشم پر آنکھوں سے مژگاں پر
یہ نکلے اشک غم آخر چھپے تھے دل کہاں میں

محسن۔ دیوان امرناتھ۔ امرتسری۔ امرت سینما اور شاہی سینما کے مالک ہیں

علم دوست اور ادب اُردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی ذات سے گرانقدر امداد ملتی رہتی ہے۔ بزم اُردو امرتسر اور منزل الاج کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

دام صد افکار ہے ہر عقدۂ مشکل مجھے
اب رہا کر دے طلسم ہستی باطل مجھے

دارِ فانی کی مسافت ہے قریب اختتام
آ رہی ہے یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے

قیس ہوں دیدار لیلیٰ حق فطری ہے مرا
اک نقطہ حد ادب ہے پردۂ محمل مجھے

مائل۔ منشی دیبی پرشاد صاحب مین پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ مشق شاعر ہیں

ہم تو کچھ کچھ ہو چلے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہہ کر دل ہو جائے پتھر اور بھی

ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے وقت اضطراب
مرتے ہیں تیرے سودا میں مجھ پر اور بھی

آج وہ محشر میں مائل بے نقاب آنے کو ہے
ہو نہ جائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی

ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوٹہ ضلع ہردوئی شاگرد جگر بسوانی۔

اور کھل جاتے سر معرکہ جوہر اسکے
خون میں میرے جو تر آپکا خنجر ہوتا

مائل۔ لاجپت داس صاحب دہلوی

خود فنا ہو جائے انسان پھر وصال یار کیا
آنکھ جھپکانا ہے بام عرش تک جاتے ہوئے

آنکھوں آنکھوں میں نگاہیں بنکے آجاؤ تو کہیں
پھر کوئی دیکھیگا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے

محشر۔ جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیست۔ سری واستو، گورکھپوری۔

فصل گل آئی ہی محشر کا سا یاں ہو جائے ۔ میرا دامن ہی گل تر کا گریباں ہو جائے

محروم۔ منشی تلوک چند صاحب محروم بی۔ اے متوطن عیسے خیل ضلع میانوالی۔ پیدائش ۱۸۸۵ء عمر ۴۸ سال۔

جب ترا جلوۂ رخسار نظر آتا ہے ۔ مجھ کو اک عالم انوار نظر آتا ہے

اسکی تدبیر بھی اے چارہ گرو ہی کہ نہیں ۔ دل کے آئینے میں زنگار نظر آتا ہے

حشر میں میری طرف جھک کے کہا رحمت نے ۔ مجھ کو یہ شخص گنہگار نظر آتا ہے

نظر آتے تھے کبھی خار میں جلوے گل کے ۔ پھول بھی اب تو مجھے خار نظر آتا ہے

نوجوانی میں تیرے رخ پہ یہ زردی محروم ۔ ہو نہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شب غم

وہی شام دھندلی دھندلی وہی رات کالی کالی

وہی خامشی ہوا میں وہی بدلیوں کی جالی

وہی شمع پھیکی پھیکی مرے ساتھ رونے والی

وہی میں وہی مرا دل وہی مشورے خیالی

شب غم بری بلا ہے شب غم بری بلا ہے

محبت۔ منشی برج بھوکن لال۔ چترگپت ونشی سری واستو یہ دوسرے کایست۔ خاندانی لقب ٹکیہ دھاری عرف جگدھیا چھتری وان ولد منشی بھیروں پرشاد سبکینڈ باشی ساکن قدیم دریاباد ضلع بارہ بنکی اودھ ولادت

سنہ ۳ء تلمیذ نظر لکھنوی۔ ابھی کمسن تھے کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔
غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ سنہ ۱۹۲۰ء
تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف و تالیف
مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔
فیاض اصحاب کی قدردانی رؤسا کی علم دوستی ذریعہ بسر اوقات ہے۔
نثر میں تاریخ دریا آباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع
ہو چکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی ہے۔

اُٹھے گر چشم ظاہر بیں سے پردہ خود نمائی کا — نظر آنے لگے ہر چیز میں جلوہ خدائی کا
جہاں کے ساز و ساماں پر نہ ہونا چاہیئے نازاں — جب اپنی موت پر قابو نہیں دنیا میں انساں کا
تہی دست جو ہیں انکو کب ہے دنیا میں قرار ؛ — ایک جا سایہ کبھی رہتا نہیں دیوار کا
جو عالی ظرف ہیں انکو نہیں فکر تن آسانی — کہ غیروں کے مزے کیواسطے ہے جام گردش میں
دہر میں کم مایہ کو نخوت مٹا دیتی ہے یوں — دفعتہ جیسے ہوا سے کوئی قطرہ خشک ہو
خود فراموشی عالم ہے طلسم قدرت ، — آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھول گئے

مخلص۔ رائے آنند رام دلی کے رہنے والے فارسی میں مرزا بیدل اور
خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اُردو بھی کہتے تھے نہایت قابل
اُستاد تھے۔

دھوم آشنے کی کسکی گلزار میں پڑی ہے — ہاتھ ارگجی کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

نذاق ۔ پنڈت شیو نراین صاحب شرما وید راج دہلوی

اگر کھانے ہیں عزت سے تجھے تقدیر کے ٹکڑے
تو وہ تدبیر کر جس سے ملیں توقیر کے ٹکڑے

قیامت ہے کہ نہیں ملتے کہیں توقیر کے ٹکڑے
کئے ہیں کیا مری تقدیر نے تدبیر کے ٹکڑے

مجھے ہیں کھینچنے دل پر ادا و ناز کے نقشے
اس آئینہ میں کہاں ہونگے تری تصویر کے ٹکڑے

مسکین ۔ لالہ گنج بہاری لال صاحب کالیستھ سکسینہ ساکن سدھور تحصیل حیدر گڑھ ضلع بارہ بنکی ہیں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے کہنہ مشق شاعر تھے ۱۹۱۸ء ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا ۔

وہاں جب وہ غیروں کی محفل میں بیٹھے
یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا

پیام اجل سے نہیں کم ہے مجھ کو
وہ منہ پھیرنا ہائے ہنسکر کسی کا

مسرت ۔ لالہ گوری شنکر کایست ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ تلمیذ حکیم فدا احمد دانش لکھنوی ۴۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا ۔

تجلی تھی وہ کیسی جس سے موسیٰ کو غش آیا تھا
مجھے بھی دیکھنا ہے سوئے کوہ طور جاتا ہوں

مقبول ۔ لالہ جھینکہ رلئے خوشنویس ولد چنی لال خیر آبادی ساکن لکھنؤ آپ فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد منشی مینڈھو لال صاحب زار

بہت کھلائیگا گل گر جنوں سلامت ہے
دکھائیگا ابھی کیا کیا بہار دل میرا

منکسر ۔ رام بلی نام خلف لالہ سورج بلی چودھری ۔ وطن قصبہ دریاباد ضلع بارہ بنکی، سکونت حال رودولی ضلع بارہ بنکی ۔ ذریعہ معاش تجارت ہے ۔

بی-اے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیکر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون پڑھ رہے ہیں۔ شاگرد جناب آزاد لکھنوی عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا ۔۔۔ ہر طرح مرغ روح کو مجبور کر دیا
منزل کی ہم قریب پہنچ ہی گئے تھے آہ ۔۔۔ خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا
اسرار وحدت آسینہ سب آئینہ ہو گئے ۔۔۔ جسنے کہ دل سے داغ دوئی دور کر دیا

منور۔ منشی شمشیر پرشاد خلف ملک الشعرا منشی دوارکا پرشاد افق ابن منشی پورن چند ذرہ بن منشی آئیشری پرشاد شعاعی سال ولادت جولائی ۱۸۹۶ء عمر ۳۳ سال قوم کایست سکسینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے پھر منشی نظر کے شاگرد ہوئے اب منشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔ خاندانی شاعر ہیں تیرہ برس کی عمر سے مشق سخن جاری ہے۔ انگریزی ناول کے ترجمے بھی کئے ہیں نیچرل نظمیں زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مناسب ہے۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہیں۔ ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام شایع ہوا کرتا ہے رباعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہے

کمال خود شناسی ہے عائے زندگانی ہے ۔۔۔ فنا فی الذات ہونا حیات جاودانی ہے
کوئی کیا راز سمجھے اس طلسمی کارخانے کا ۔۔۔ مری ہستی میں مضمر ایک دنیائے معانی ہے
مرتے مرتے بھی ہے کچھ زیست کی خواہش باقی ۔۔۔ اہل دنیا کو ذرا عبرت انجام نہیں
مرتبہ یہ جان دینے سے حاصل ہو گیا ۔۔۔ سوز پروانہ فروغ شمع محفل ہو گیا

اسقدر محو فریب آرزو دل ہوگیا
اب تعلق چھوٹنا دنیا سے مشکل ہوگیا

کیوں رہروی جادۂ عرفاں نہ کیجئے
اس راہ میں نہیں ہیں گرد سفر کا نام

عشق بقائے روح ہے عشق غذائے روح ہے
یہ جو نہیں تو دہر میں لطف حیات ہی نہیں

معمور دل ہے اسکی تجلی سے آجتک
دیکھا بس اک نگاہ تھا روز ازل جسے

موجی۔ منشی موجی رام خلف دیوان چھتر پت لکھنوی ملازم بہار الدولہ امیر الملک نواب حسن علیخاں خلف نواب سعادت علیخاں شاگرد مصحفی نامی گرامی استاد صاحب تلامذہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی
حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

دلکے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

موہن۔ پنڈت موہن لال صاحب سکندر آبادی عمر تخمیناً ۲۰ برس۔

مکاں سے ہمکو تعلق نہ لامکاں سے ہمیں
جہاں ہے جلوہ ترا ہے غرض وہاں سے ہمیں

سراغ ملگیا یہ تیری نشاں سے ہمیں
تمھیں نے صید کیا تیری کماں سے ہمیں

تمام عمر اسی آرزو میں ختم ہوئی
پیام وصل ملے آپ کی زباں سے ہمیں

موہن۔ مدن موہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔

فلک کو بھی یہ تمنا رہے مٹانیکی
چمن میں خاک بھی چھوڑی نہ آشیانیکی

وہ عاقبت میں مری کام آئے اے موہن
میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیگیا نیکی

منت۔ منشی رامدیال صاحب تلمیذ نور میرٹھی

نہ دیکھو گے پھر اے بحر جہاں کے ڈوبنے والو ۔۔۔ حباب آنکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ

مہتاب ۔ مہتاب رائے صاحب ۔ مددگار مہتمم متفرقات خانگی سرفراز الامراء شاگرد نائب

حد پر اپنی ہو یہی حسن ہر اک چیز کا ہے ۔۔۔ میل اچھا ہے زیادہ نہ ملال اچھا ہے

ہے سنکے بجلی کو گرا دینگی انھیں مشق ہے خوب ۔۔۔ رو کے برسانے کا مینھ ہم میں کمال اچھا ہے

مہر ۔ بابو نرائن پرشاد ورما ۔ جانشین فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی ۔ عمر تخمیناً ۵ سال ریاست گوالیار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں ۔ نہایت خلیق ۔ مذاق صحیح رکھتے ہیں ایک دیوان اور ایک مثنوی طبع ہو چکی ہے

ملائیگا قیامت میں یہ کیونکر ہو یقیں ہمکو ۔۔۔ یہیں اللہ نے رکھا کہیں تمکو کہیں ہمکو

سمایا ہے تمہارا حسن جبسے ان نگاہوں میں ۔۔۔ زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسیں ہمکو

الٰہی چھوڑ کر دنیا کو ہم جنت میں کیوں جائیں ۔۔۔ جو ملنا ہو وہاں ہمکو وہ ملجائے یہیں ہمکو

مہر ۔ حکیم سورج کنول عرف دولھ خلف حکیم حرنداس تخلص پرشاد ساکن دولت نگر ضلع گجرات عمر ۳۰ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے غدر کے زمانہ سے گجرات میں سکونت اختیار کی ۔

چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جبیں تیرے لئے ۔۔۔ اس سے بڑھکر تجھے امید وفا کونسی ہے

کیا اعتبار ہو ہمیں ہستی کا اپنی مہر ۔۔۔ ہر اک چراغ جب یہ سر رہگذار کا

مست ۔ بابو نند کشور لال ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ رئیس و زمیندار وکیل گیا قوم کایستہ ۔ عالم شباب سے ذوق سخن تھا ۔ اُردو کے محقق تھے علمی اور ملکی کاموں سے بہت دلچسپی تھی شاگرد اکبر داناپوری ۵۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔

اُٹھا بخارات لیسے تو آنسو ٹپک پڑے
سچ ہے کہ مینھ نہ برسے گا جبتک گھٹا نہ ہو

مہکیش ۔ منشی جانکی پرشاد صاحب ولد منشی بر جلال ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی ولادت ۱۸۸۱ء ۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملناتھ صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قنوج سے جائس آئے بادشاہ کیطرف سے چوراسی موضع اور خطاب رائے و چودھری مرحمت ہوا ۔ فارسی اُردو بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اُردو فارسی کے شاعر ہیں ۔ رامائن نظم اُردو ۔ ایزد نامہ بطرز خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں ۔ فن تاریخگوئی اور قصیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اسوقت مڈل اسکول ارکھا ضلع رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں ۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل رنجور کا
مور کے سر پر ہے گویا بار کوہ طور کا

ہیں عالی حوصلہ ہوں مری نظروں میں فلک
دانۂ اسپند ہے بیضہ ہے یا عصفور کا

بار غم پڑتا ہے جسکے سر اٹھاتا ہے وہی
کام کچھ اس میں نہیں حمال کا مزدور کا

ہم ہیں مہکیش الہ وگل سے کہیں ہے کام کیا
ہے فقط درکار ہم کو بادۂ انگور کا

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم — وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
مثال نیر اعظم شب و روز — رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم

میکش ۔ سروپ نرائن بجنوری خلف منشی لچھمی نرائن رئیس بجنور تعلیم انگلش ایف اے تک اُردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں ۔ کلکٹری پیلی بھیت میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار ۔

وہ کاش چین بنکے مرے دل میں آسکیں — کہدو کہ کوئی درد سے محروم خواب ہے

میکش ۔ منشی سورج بھان ساکن تھانہ ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ١٩١٥ء تک بقید حیات تھے ۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا — تو شہید ناز کا قاتل نہیں
تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ — یاد رکھو اس سے کچھ حاصل نہیں

ن

ناز ۔ لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی ولادت سن ١٩١٠ء عمر ٣٠ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرنس تک ۔ اسوقت اخبار پرتاب کے اڈیٹر ہیں ۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شایع کرتے ہیں کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے ۔

محفل ہست و بود کو جسنے بنا دیا ہے مست — میں وہ فضائے عشق ہوں سوز شکست ساز ہوں
مجھسے ملی شگفتگی رنگ گل خموش کو — نغمۂ نمود میں کیف طرب طراز ہوں

چارہ گروں سے کیا غرض چارہ گروں سے کام کیا
درد دل حزیں کا میں آپ ہی چارہ ساز ہوں

ناداں۔ اکھوری پرتاپ دت ولد اکھوری گردھاری لال صاحب وطن موضع دھوری ضلع گیا قوم کایست مختار ڈالٹین گنج تلمیذ سریکا بری ۱۹۳۰ء میں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور ڈپٹی مجسٹریٹ سبکدوش ہوگیا ہیں۔

ابتو روتا ہوں ہجر میں ناداں
دل لگایا تھا دل لگی کے لئے

ناز۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی۔

ہوگئے راز آشنا وہ مجھ کو گریاں دیکھ کر
آنسوؤں سے تر بتر داماں مژگاں دیکھ کر

دل کی بربادی کا عقدہ مجھ پہ روشن ہوگیا
آنسوؤں میں آج رنگ خون ارماں دیکھ کر

کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے نہاں ہیں زیر خاک
کانپ اٹھتا ہوں سوئے گور غریباں دیکھ کر

ناز۔ سردار بسنت سنگھ

ایسی بھی چند گھڑیاں تھیں میری زندگی میں
برسوں جیا ہوں جنکو میں یاد کر کے جی میں

آیا ہوں بھیک لینے صبر و طمانیت کی
تسکین سے سونیوالو دنیائے خاموشی میں

مجنوں بنانیوالے اک اور یہ عنایت
آباد کر مجھے بھی صحرا لئے بیخودی میں

ناشاد۔ پرنسپل رام پرشاد گھوسلا۔ ایم اے۔ ای۔ ای ایس۔ اور حال معلوم نہوا

دلمیں بھری ہیں حسرتیں کم ہے بھرا نگاہ میں
درد بھرا جگر میں ہے یاس بھری ہے آہ میں

بوئے دل برشتہ ہے گل کی شمیم سے عیاں
چاک جگر کی ہے صدا نغمۂ مرغ گلستاں

حسرت و یاس کا ہے رنگ محفل انبساط میں
غم کی خمار کی جھلک جام مے نشاط میں

خندۂ گل ہے عارضی اور ہے عارضی بہار
آئی خزاں تو پھر وہی صحن چمن میں خار زار

صدمۂ غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہے چور چور
عیش و طرب کی بزم میں بادۂ غم کا ہے سرور

برق جہاں کی زد میں ہے مرغ چمن کا آشیاں
فصل خزاں کا منتظر رہتا ہے صحن گلستاں

بھولا ہے کیوں جہاں کو حسن جنوں کی ناز میں
خاک نشیں ہو سر جھکا درگہ بے نیاز میں

نادم۔ منشی رام دیال برادر منشی ہینڈولال صاحب زاد لکھنوی ۱۹۰۶ء میں انتقال کیا صاحب دیوان تھے محلہ نوبستہ میں رہتے تھے صاحب ملامذہ تھے۔

ملک الموت نے مارا نہ قضا نے مارا
ہمکو تو ایک ستمگر کی ادا نے مارا

نامی۔ منشی دیبی دیال صاحب عرف منیب جی لکھنوی شاگرد غالب دہلوی اکبرپور ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا

کبھی صبا سے معطر نہ ہو گلوں کا دماغ،
طواف تیری گلی کا اگر صبا نہ کرے

روتا ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسماں
طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی

توڑنا پھولوں کو گلچیں نہ کبھی گلشن میں
نالۂ بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں

نامی۔ منشی روپ کشور ولد منشی نندلال سہارنپوری تلمیذ شنکرلال ساقی۔ سکندرآبادی و غریب سہارنپوری عمر ۵۰ سال قوم جینی مہاجن۔ فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع نعتیہ ضرور ہوتا ہے

آیا جو نام پاک محمد زبان پر   صلِّ علیٰ کا شور ہوا آسمان پر

فنا کرتا ہے خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا

مٹاتا ہے حبابوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

بہی جاتی ہے عمر کی کشتی   ناخدا کا پتہ نہ ساحل کا

نانک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ سہورن ٹولہ عمر ۳۰ سال شاگرد پیارے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا تین برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے امام باڑے میں ربیع الاول کو پڑھا جسمیں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا مرثیہ مولانا سید نقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا مجمع کثیر تھا ہندو شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفرنگر کی نمائش میں ۳۲ء کو مشاعرہ ہوا اسمیں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یاں ذات عشق فانی واں حسن جاودانی   موسیٰ نہ سمجھے اتنا کس سے مقابلہ تھا

اسکے بعد اور بہت سے مشاعروں میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم   اپنی شمع حسن کے ہیں آپ ہی پروانہ ہم

ہمسے رندوں کو نہ سمجھے کوئی مجبور نشاط   پاس ساقی ہے دگر نہ لوٹ لیں میخانہ ہم

محدود زندگانی دنیا ہے اسقدر   ہر سانس پر گماں ہے کہیں آخری نہو

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبردار — سایہ ہے لسے لیلی محمل نہ سمجھنا
جو ہوا اور ہوگا جو کچھ سب تمہارا کام ہے — میں تو ہوں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہے
تم حجاب نور سے باہر تو آجاؤ کبھی — بے تامل سجدے میں گرنا ہمارا کام ہے
اب میں ہوں اور جلوۂ طور نیاز ہے — موسیٰ بھی ساتھ ساتھ ہیں دیدار کیلئے
عشق بے پایاں سے شرح شوق بے پایاں پوچھ — انتہا یہ ہے کہ اب جو لفظ ہے افسانہ ہے

ناچیز۔ ٹھاکر کلیان سنگھ خلف ٹھاکر مدن سنگھ میرٹھی شاگرد قلق میرٹھی ہیڈ مولوی ڈی۔ایس۔ہائی اسکول عمر ۹۵ سال کہنہ مشق خلیق اور با اثر ہیں۔

استفادہ اسقدر ہے نالۂ دلسوز مجھے — شام غم آسان ہو جاتی ہے مشکل ہے مجھے
دیکھنے قابل تھی اے ناچیز غرقابی مری — آرزوئے دستگیری بعد ساحل ہے مجھے

نالاں۔ ماسٹر گوربخش سنگھ ولد سردار سندر سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت ۱۸۹۰ء عمر ۴۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاقی سنگھ مہاراجہ گجپت سنگھ والی جیند کے حقیقی بھائی تھے۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے عین شباب میں کثرت مے نوشی سے انتقال فرمایا جب کوئی مربی نہ رہا سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا آوارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی پھپھی نے بڑی پھپھی کے پاس ڈرولی ضلع فیروزپور بھیجدیا۔ اور وہاں دیو سماج ہائی اسکول ضلع موگا میں داخل ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

وہ استاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسمعیل صاحب فائق دھرم کوٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کر کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی حاصل کر کے ۱۹۲۸ء انٹرنس پاس کیا اب دیو سماج ہائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس اول ہیں۔

چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری | سنے گا کون دنیا میں الٰہی داستاں میری
رلادوں ہنسنے والوں کو ہلادوں دل حسینوں کے | اگر اک روز بھی فریاد سن لے آسماں میری
حال کیا پوچھتے ہو شمع سے پروانوں کا | حافظ اللہ ہے ان سوختہ سامانوں کا
عشق نے تخت نشینوں کو کیا خاک نشیں | جو کرے زیر اسے مرد ہے میدانوں کا

نسیم۔ پنڈت دیا شنکر ولد پنڈت گنگا پرشاد۔ کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محلہ مصنف گلزار نسیم شاگرد آتش۔ ان کا کلام کسی تعریف اور تعرف کا محتاج نہیں ہے ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

روح رواں جسم کی صورت میں کیا کہوں | جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا
سمجھا ہے حق کو اپنی ہی جانب ہر ایک شخص | یہ چاند اسکے ساتھ چلا جو جدھر گیا
لٹے گل غنچے سے کہتی ہے نسیم | بات نکلی منہ سے افسانہ چلا
صدف وار گہر بار کو دیکھا تو کہا | عالم آب میں بھی ہوتے ہیں ہاسے پیدا

نسیم اس چمن میں گل تر کی صورت
پھٹے کپڑے رکھتے ہیں پردہ ہمارا

ہم شیشۂ شکستہ ہیں ہم کیف موج مے
بنیاد عیش مٹتے ہی ہمسے بنائے رنج

صدقے اس پروردگار پاک کے جسنے کیا
ہر طفل غنچہ پیدا شیر بے پستان صبح

کل تک جو شمع محفل عیش و نشاط تھے
جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر

دل بدل آئینہ ہے دیر و حرم
حق جو پوچھو ایک در ہے دو طرف

کفر و ایماں دونوں جانب کی سنے
اسلئے گوش بشر ہے دو طرف

ذلت ہے جو پھیلائے بشر پیش بشر ہاتھ
یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ

حب شہ جیتے جی مرے کام آئیگی
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی

خم نہ بن کر خود غرض ہو جائیے
مثل ساغر اورسکے کام آئیے

منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے
مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے

خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر
روز باران نور ہونا چاہئے

کان میں سب کے اپنی بات نہ ڈال
آبرو مثل آب گوہر ہے

غنچے ہنستے ہیں یہ کہ گلچیں کو
خار ہے گل کی باس زر کیوں ہے

عہد پیری میں روانہ ہوئے یوں ہوش و حواس
صبح کو جیسے مسافر سے ہو منزل خالی

دہر میں کمیاب کیا نایاب ہیں
کیمیا درویش سچا آشنا

پہنچی نہ راحت ہمسے کسیکو اور اذیت کوش ہوئے
جان پڑی تب بار شکم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

نشاط۔ منشی بخت بہادر بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

غرض ہی جو کچھ وہ اسی خاک میں ہی
نہ کچھ عرش پر ہے نہ افلاک میں ہی
وہ گلشن کی خس اور خاشاک میں ہی
وہی پھول میں خار میں بھی وہی ہی
کشش کونسی ہائے اس خاک میں ہی
بشر جان دیدیکے ملتے ہیں اسمیں

نشتر۔ سرداری لال صاحب میرٹھی عمر ۳۰ سال

ابتو اک اک اشک غم طوفان ہے اماں چاہیئے
ضبط میں بھی ہو گئی رسوائیوں کی انتہا

نرمل۔ آتمارام شرما ولد بی پی شرما۔ ورنیکلر ٹیچر کرہان اسکول ڈاکخانہ بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

رو رہے ہیں قبر رو یہ تباہی دیکھ کر
آتش غم سے میں جلکر ملگیا جب خاک میں

نظم۔ راے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارف فوج حضور نظام

ہم بھی تمسے کبھی جائینگے حال اچھا ہی
تم کئے جاؤ جفاؤں پہ جفائیں ہر روز

نظم۔ منشی مکٹ بہاری لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔ عمر تخمیناً ۲۵ سال نومشق شاعر ہیں۔

وہ سمجھتا ہی حسینوں سے ہی دنیا خالی
ناز ہی حد سے سوا حسن پر اپنے اُسکو

نطنم۔ راجہ رجن لال بکنیٹھ باشی شاگرد مینڈولال زار لکھنو

ہم اگر چاہیں یہ چشمہ ابھی دریا ہو جائے
چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو

نظر۔ نرسنگھ پرشاد گورکھپوری بی اے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ اثیم

لطف میں فطرتی تمام منظر کو ہسار کے　　　رنگ سے آب نقرہ کا آب میں آبشار کے

نظر۔ منشی نوبت رائے ولد ماسٹر الفت رائے کایستھ سکسینہ ساکن محلہ نواز گنج شاگرد رشید آغا مظہر صاحب منظر لکھنوی مصور بے بدل تھے اور اس فن کو منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے۔ منشی کھنولال تائب کی تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شایع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر رسالہ ادیب کے اڈیٹر ہو کر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کر کے لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر اودھ اخبار کی اڈیٹری ملی ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مرزا ملک شاگرد رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا نے بے انتہا دی۔

یاد دل ہو مرا یا ترا نقش کف پا ہو　　　غل ہو کہ اک آئینہ سر راہ پڑا ہے

اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔

نزع میں دیکھا جو انکو اپنے پاس آتے ہوئے　　　اٹھ گئے اک بار دونوں ہاتھ تھرّاتے ہوئے

ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں ایسا مرتبہ نہیں پایا جو انکو حاصل تھا۔ تحقیق الفاظ کا بیحد شوق تھا۔

ہنستا ہے داغ جگر پر تھر ہے　　　پھول ان کے ہاتھ کا توڑا ہوا

مطلب دل کا لب شمع سے پایا نہ جواب / سر دھنا رات کو پروانوں نے کیسا کیسا

یاد آتا ہو مزہ کس شوخ کی تعزیر کا / دلکو حسرت ہے کہ پہلو ڈھونڈئیے تقصیر کا

جانکر ٹھنڈی ہوا وہ چین سے سوتی تو ہیں / دم بھروں کیونکر نہ آہ سرد بے تاثیر کا

محو حیرت ہو رہا ہوں داغ حسرت دیکھکر / بلبل تصویر ہوں میں گلشن تصویر کا

مرگیا زنداں میں جب میں وحشی آتش نفس / بجھ گیا شعلہ چراغ خانۂ زنجیر کا

عشق نے لاکھ دئے قلزم غم میں غوطے / پیرہن خشک رہا صورت گوہر اپنا

منزلت اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی / آپ میں چشم تماشا میں تماشا ہوتا

اہل دنیا کو کسی دن نہوئی فکر عدم / کیا مسافر ہیں کہ جنکو نہ وطن یاد آیا

کون رہتا ہو مذاق بیمحل سے مطمئن / خندۂ بیجا نے غنچوں کو پریشاں کردیا

اس سے پہلے اک پرستاں تھی مری بزم خیال / وحشت دل نے بھری محفل کو ویراں کردیا

ہورہا تھا مجھے انسے عین خلوت میں ملال / آنسوؤں نے آکے دونوں کو پشیماں کردیا

راز جسکو فلسفی کہتے ہیں ہفت افلاک کا / ہو وہ اک جوہر مرے آئینۂ ادراک کا

وہاں گورکو بجیس نہ سمجھو پوچھنے والو / کہیگا حال خود اپنا مرا مردہ زباں ہوکر

مد نظر ہے عالم فانی کی مجھکو سیر / عینک بناؤں ڈھونڈکے چشمہ حباب کا

مرا دل بھیڑوں میں وعدۂ فردا سے وہ گذرا / قیامت میں سنیگا کون میری شور محشر میں

سرائے دہر میں مہماں نوازی بھی عجب شے ہو / خوشی سے دما دیں پھیلائی ہیں ارماں دلکے دامن میں

آخرش کر اک غم نے ورق ہستی سے / صورت حرف غلط کردیا زائل مجھکو

یہ کس انداز سے ہمکو مٹایا نا امیدی نے | تماشا ہی کہ ہم زندہ ہیں دل مُردوں میں داخل ہی
وہ چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا | سمجھے ہزار سال جو دم بھر یہاں رہے
معشوق بے مروت احباب خود غرض | سچ ہی وفا کی جنس کا دنیا میں کال ہی
سی ہی عارفوں کو نفس کشی باعث حیات | جی جاؤ نہیں جو دل کی تمنا مرے کوئی

نگم ۔ لالہ بلدیو سنگھ دہلوی ۔

غنچوں کو لگ رہی ہی دنیا کی اب ہوائیں | ایسا نہو نیا دہ ہی اور گل کھلائیں

نہال ۔ کنور چندی سہائے صاحب خلف راجہ جیالال گلشن ۔ رئیس شہر لکھنؤ زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے ۔ اردو شاعری میں نواب عاشور علیخاں بہادر سے تلمذ رکھتے تھے ۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۵۸ء اور سال وفات ۱۸۹۵ء ہی فن خوشنویسی کے استاد کامل تھے ۔ طرز سخن حسب ذیل ہی :

لکھا جو وصف دہن غیب سے ندا آئی | عدم کا قصد کیا تیرے دل میں کیا آئی
جو نخل بند ازل کا ہوا چمن میں خیال | نظر گلوں میں عجب شان کبریا آئی
غریق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی | خدا سے شرم نہ کی تجھ کو ناخدا آئی
بہار گلشن ہستی ہی قائم شادی و غم سے | جو گل خنداں ہی گلشن میں تو گریاں شمع محفل میں
جہاں معشوق ہو عاشق وہیں اسکا پہنچتا ہی | چمن میں جا کے پروانہ نہ بلبل آ کے محفل میں
نہال اسکے کرم سے پار بیڑا ہو گا تیرا بھی | بچایا نوح کو طوفاں سے جسنے عین مشکل میں

نیّر - منشی جگبندر ناتھ پشاوری خلف جیدار صاحب لالہ امیر چند گورنمنٹ پنشنر پشاور - ولادت ۱۹۱۵ء بمقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً اُنیس سال پہلے خلیل افغانی سے تلمذ تھا - اب جناب بسمل صاحب پشاوری جانشین تاج الشعرا حضرت شاطر صاحب سے تلمذ ہے - ۱۹ برس کی عمر ہے - نہایت خلیق ملنسار نیک طینت ہیں -

میں منکر تو نہیں مالک خدا ہے — مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے
مری تقدیر کی خوبی زمانے سے نرالی ہے — کہ مر کے ملا ساغر تو وہ بھی مے سے خالی ہے
دل لبریز الفت سے کبھی شکوہ نہ نکلے گا — وہی کاسہ صدا ہے جو اندر سے خالی ہے
بلا میں ہر گل شاداب کی جی بھر کے لیتی جا — چمن میں آج اے بلبل نہ گلچیں ہے نہ مالی ہے

و

وحشی - منشی کرشن سہائے بی اے وکیل کانپور عمر ۳۰ سال

منزل گور میں رحمت کا بھروسا کرنا — سونے والے اسی تکیہ کا سہارا کرنا
خندۂ برق بھی ہے خندۂ گل میں مضمر — چھیڑ غنچوں سے نہ اے بلبل شیدا کرنا
دیکھ او کوچۂ جاناں سے گزرنے والے — اس جگہ فرض ہے ہر گام پہ سجدا کرنا

ورما - گنگا پرشاد ورما ساکن پرتاب گڈھ مقیم ناگپور

کس طرح سے دیکھیں تری قدرت کے تماشے — آنکھیں تو ہیں موجود مگر نور نہیں ہے

وشنو - بابو وشنو شنکر رجسٹرار ڈفر کونسل لکھنؤ عمر ۴۰ سال

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے
جلوہ حسن دکھایا تری رعنائی نے

وفا۔ منشی بابو لال صاحب اناؤ عمرہ ۴۵ سال. آپ اناؤ میں رجسٹرار قانونگو ہیں

فائدہ انساں کو کیا ہو کوشش و تدبیر سے
زور کچھ چلتا نہیں بگڑی ہوئی تقدیر سے

قطع کرتی ہیں تعلق گھر سے جب وحشی ترے
سلسلہ کرتے ہیں پیدا خانۂ زنجیر سے

وفا۔ راجہ شیو کمار قوم کایست کرے سری باستت ساکن کٹرہ ضلع الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقائع نگار تھے. فارسی کا دیوان مرتب ہو چکا تھا. اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے. سودا اور میر کے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے میر سے تلمذ حاصل تھا سنہ ۱۸۰۵ء میں انتقال فرمایا.

مشتعل رات وہ آتش تھی مرے سینے میں
کہ نہ رکھا گیا ہاتھ اپنے جگر پر اپنا

مر نہیں گزریں شب یہ بھی تو ہوا ہائے نصیب
کہ کبھی دور ہی سے دیکھنا ہو جائے نصیب

پہنچیں یہ ہاتھ جو اس پائے نگاریں پہ مرے
ہمنشیں میں نے بھلا ایسے کہاں پائے نصیب

وفا۔ پنڈت میلا رام صاحب وفا لاہوری.

کسکو نصیب ہوتے ہیں پھر جلسہائے عیش
جیتا ہے کون دیکھئے اگلی بہار تک

تم بھی کرو نہ جبر مری جان اسقدر
ہم بھی کرینگے صبر مگر اختیار تک

زیبا ہے جتنا فخر کرے سرزمین ہند
حصہ فقط اسی کا ولادت ہے رام کی

ایسا کوئی حریف سعادت نہ ہو سکا
تاریخ میں نظیر سعادت ہے رام کی

جی چاہتا ہے اُنکے قدم چوم لیجیے ‏ ‏ جنکے دلونپہ نقش ارادت ہے رام کا

وقار۔ منشی گوردیال کاپی نویس کالیست ساکن محلہ نوبستہ لکھنؤ شاگرد منشی
مینڈولال زار۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۱ء میں انتقال کیا۔

یہ طرفہ آگ بھڑکی عارض تاباں کی الفت میں ‏ ‏ کہ جلتے استخواں ہیں شمع کے مانند تربت میں

نہیں ممکن کہ پہنچے کشتی امید ساحل تک ‏ ‏ ہمارا ناخدا خود غرق ہے دریائے نخوت میں

وقار۔ بخشی زندہ رائے صاحب لکھنوی کالیستہ ساکن نوبستہ ۱۸۸۵ء
میں انتقال فرمایا۔

بہار حسن سے گلزار آب آب ہوا ‏ ‏ بشکل قطرہ بنا غنچہ گل حباب ہوا

طلب کا خط مجھے بھیجا رقیب کے ہاتھوں ‏ ‏ ترحم آپکا حق میں مرے عتاب ہوا

گلہ بتوں کا خدا سے کروں معاذ اللہ ‏ ‏ یہی کہونگا مجھے رنج بے حساب ہوا

وقار فرط تردد سے جب دعا مانگی ‏ ‏ ندا یہ غیب سے آئی کہ کامیاب ہوا

وہبی۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہبی خلف منشی شو بھا رام صنفی لکھنوی
کالیست تلمیذ آفتاب الدولہ قلق

غافلو یہ دار دنیا بھی مسافر خانہ ہے ‏ ‏ چار دن کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہے

ہ

ہوشس۔ لالہ شیو نرائن صاحب ساکن جرول شاگرد اثیم۔ خلف
دیوان بیجناتھ صاحب۔

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہ ہو تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہی باغ رضواں تمام تربت مہک رہی ہے

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے
حسینوں کی الفت کا حاصل یہی ہے

ہمدرد - بابو بشمبر ناتھ صاحب آنریری مجسٹریٹ و صدر خزانچی و رئیس کانپور عمر تخمیناً پچاس سال شاعری کا شوق بیحد ہے۔ اکثر مشاعرے بھی منعقد فرماتے ہیں۔

بے پروبالی یہ میری مجکو نالاں دیکھ کر
رو دیا صیاد بھی حال پریشاں دیکھ کر

اُف و دیوانے کا تیرے داخلۂ زنداں میں
کھینچ کر اک آہ اور سوئے بیاباں دیکھ کر

مرنے والے کو جگہ حسبِ وصیت جب نہ دی
رک گیا از خود جنازہ کوئے جاناں دیکھ کر

بعد میرے میری شوریدہ سری پر سب اسیر
سر ٹپکتے ہیں در و دیوار زنداں دیکھ کر

منفعل ہو کر پڑھا خوفِ خدا سے فاتحہ
انکو یہ غیرت ہوئی گورِ غریباں دیکھ کر

ہمت - منشی بنسی دھر کالیست سکسینہ بن رائے دیبی دین خلف منولال نادری۔ شاگرد نادم ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی ہمسر نواب کسری جاہ بہت مشہور تھے۔ ساکن محلہ نولستہ کہنہ مشق شاعر تھے۔ قصہ ہنس جواہر آپ نے اردو میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے تھے ۱۸۸۴ء میں انتقال فرمایا آپ کا دیوان قلمی موجود ہے۔

اسیر دام ہو کر بلبل شیدا نہ کر شیون
شریک حال ہوتا کون ہے کسکی مصیبت میں

دو وزر و دولت دنیا پہ نازاں ہو نہ ای منعم
زمانے کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے ساعت میں

ہوس بیجا ہے عشق و شان و عیش کی ہمت
نہوں گے ختم کار دنیوی دم بھر کی فرصت میں

ہمدرد ۔ سردار راجندر سنگھ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال ۔

خون ناحق کہیں رنگ نہ لائے ظالم
خاکساروں کو خدا کے لئے برباد نہ کر

ہنر ۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب لالی پوری

یہ آرزو نہیں اصلا کہ عزو جاہ ملے
فدا ہوں جسپہ الٰہی وہ رشک ماہ ملے

ہنر ۔ ڈاکٹر پورن سنگھ امرتسری چیف اڈیٹر رسالہ چمن عمر تخمیناً ۴۰ سال

کرتا ہے کون ماتم بیکس جہان میں
ہے شمع بھی خموش ہمارے مزار کی

جو مٹاتا ہے کسی کو خود بھی مٹجاتا ہے وہ
مٹ گیا دارا تو کیا باقی سکندر رہ گیا

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال
اے ہنر جو بے ہنر نکلا وہ بے زر رہ گیا

ہنر ۔ پانڈے سرسوتی پرشاد صاحب گورکھپوری شاگرد نسیم

دامن لحد کا دامن گلچیں سے کم نہیں
اتنے چڑھائے پھول کسی گلعذار نے

ای عندلیب باغ میں کلیاں جو عنقریں
کیا گدگدا دیا ہے نسیم بہار نے

سوئے بچھ ایسی نیند کہ کروٹ نہ لی کبھی
کچھ راحت ایسی پائی ہے اہل مزار نے

نیا کوئی ستم جسوقت دو ایجاد کرتے ہیں
خدا کا شکر ہے پہلے ہمیں کو یاد کرتے ہیں

کوئی تا نو ستم گلچیں نے توڑا ان گلو نپر کیا
عنادل کیوں چمن میں اسطرح فریاد کرتے ہیں

نوٹ

تذکرہ ابھی پریس میں تھا کہ جا بجا سے شعرا کے حالات مزید موصول ہوئے یہ بات خلاف تہذیب تھی کہ میں انھیں نظر انداز کر دیتا اس لئے ترتیب کے خلاف لکھنے پر مجبور ہوا۔

آشفتہ۔ نرنجن سنگھ آشفتہ خلف بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ رئیس دہلی بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلمیذ نثار

تو نرالا ہی نرالی ہے تری شان جفا — آپ رسوا نہوا کر دیا برباد مجھے

اخگر۔ پربھو دیال کانپوری تلمیذ حکیم ناطق لکھنوی۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہو — دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہو
آمد و رفت نفس بھی معرفت کا راز ہو — ساز ہستی نغمۂ توحید کا آغاز ہو
دل کے نغمے منتشر ہیں غم کے آنسو خشک ہیں — ساز ہستی کو زمانے کی ہوا نا ساز ہو

آرزو۔ بابو رام ناتھ پرشاد صاحب ایڈوکیٹ الہ آباد

ہمنشیں اب قصۂ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ — کانپ اٹھتا ہے جگر جب یاد کر لیتا ہوں میں

ادیب۔ پنڈت لچھمی نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صادق بریلوی مرادآباد ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانانہ نہیں — شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں

اسیر۔ اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھکاری لال زمیندار ساکن موضع

۱۳۱
بہاری ضلع گیا قوم کایستھ شاگرد خلش گیاوی۔

ہر وقت ستاتے ہو جو ارباب وفا کو
کیا حشر میں تم منہ نہ دکھاؤگے خدا کو
کوچہ سے ترے اٹھ کے کہیں جا نہیں سکتا
آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو

احقر۔ بابو رادھے شیام رستوگی ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ خلف بابو گھبر دیال زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت سنہ ۱۹۰۶ء اور سنہ ۱۹۲۷ء میں انگریزی ڈگری درجہ اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعہدہ لکچرار زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت سلیم الطبع متین بامروت ہیں۔

جو دیا ہمیں وہ چشم و سر نہ دیا تو اس پہ نہیں نظر
ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کوچہ آرزو میں
تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آ کے ہو جلوہ گر
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
تو ہی گل میں ہے تو ہی بو میں ہے تو ہی موج میں تو ہی جوئیں ہے
تو ہی نشو و نما میں ہے تو ہی جملہ نقش و طراز میں
اسے غور تو کرو تم ذرا ہمہ اوست کا ہے یہ مسئلہ
وہی ناز و حسن کی ہے حیا وہی عشق اور نیاز میں
جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہوگا ضرور ہی

جو حضورِ قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہوگا نماز میں
شب و روز آتے ہیں بے ریا ہے پائے بندۂ رضا
تہِ دل سے ایک یہی دعا ہو جنابِ بندہ نواز میں

افضل - رائے شنکر پرشاد سررشتہ دار دفتر توشہ خانہ حضور نظام دکن

جسطرف میں دیکھتا ہوں یار کی تنویر ہے
آنکھ کی پتلی میں بھی اس حور کی تصویر ہے

بزم - منشی شیاما چرن ولد منشی لکھمی لال عرف منشی دیبی پرشاد ولادت ۲۶ اپریل ۱۸۸۳ء پیشہ مختاری قوم کایست متوطن بریلی شاگرد حلم بریلوی

آہ و فغاں میں ہجر کی شب کچھ اثر نہیں
کیسی یہ مبتلا ہو نکلتی خبر نہیں
کمبخت دردِ دل بھی قیامت کا درد ہے
کوئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں
چشمِ پُرنم اُن سے سب کہدیگی حالِ دردِ دل
آنکھوں آنکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگی
ایک ہی جلوہ نظر آیا ہمیں دونوں جگہ
کرچکے نظارۂ دیر و حرم اچھی طرح
دل کیا جگر بھی پھک گیا برقِ جمال سے
خانہ خراب کرگیا ذوقِ نظر مجھے
ترقی کوشش و محنت ہی سے دنیا میں ہوتی ہے
تنزل اُنکا لازم ہے جو ہمت ہار بیٹھے ہیں

بسیر - مہابیر پنڈت ہیڈ مولوی اور یش ایچ ای اسکول بتیا ضلع چمپارن

دیتی ہے مجکو قدرت صانع کا وہ پتہ
جو شے بنائی ہے مرے پروردگار نے

برق - پریم کمار جالندھری عمر ۲۰ سال

کی حکومت خدائی پر اس نے جس نے خود اپنا انتظام کیا

تقدیر ۔ بنارسی پرشاد وکیل گونڈہ عمر ۳۰ سال

چھپتے ہم پھر بھی حالِ دل نہ پوشیدہ رہا خاموشی گویا زبانِ حال کی آواز ہے

تاباں ۔ منشی پرسوتم دیو کپور خلف جمعدار لالہ بالمکند صاحب کپور آئی اے

ایس ۔ سی ۔ پنشنر انسپکٹر پشاور ولادت ۲۴ ۔ جولائی ۱۹۰۹ء بمقام پشاور ابتدائی

تعلیم پشاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے ٹیکنیکل بڑودہ دا

انجینئرنگ کالج امرتسر کے سب اورسیری کی سند لی شاگرد خلیل افغانی ڈبل

پشاوری عمر ۲۱ سال ۔

پاؤں پھیلائے نہ چادر سے زیادہ کوئی کیونکہ اس فعل میں کچھ عزت و توقیر نہیں

کاٹتی ہے جسطرح رک رک کے وہ میرا گلا دم اس دنیا میں تھی جس تیغ جوہر دار کی

جہانگیر ۔ سردار کیسرا سنگھ ولد سردار بوٹا سنگھ ہیڈ ڈرافٹمین امرتسری

ولادت ۱۸۸۱ء تلمیذ شمس العلما پروفیسر آزاد دہلوی ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد

ضلع ہزارہ میں ہوئی ۔ کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے رڑکی میں

سب انجینئری کا اعلٰے امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر

سب ڈویژنل آفیسری پر ممتاز رہ کر محکمہ انجینئری میں بیس سالہ ملازمت کے بعد

گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شایع ہو چکا ہے

نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں ۔

بتوں کی محبت کا ہے جز و لازم — خدا سے ذرا دور ہی دُور رہنا

وہیں تیوری چڑھی مجکو جو دیکھا تو جھنجھلاتے — سوالِ وصل کا پوچھے ہی پر نہیں جواب آیا

خدا جو دے تو یہاں دید کی گدائی کر — جہاں کو لیکے جہانگیر شاہ کیا ہوگا

عجب عشق کے شہر کا حال دیکھا — یہ آباد ہوتا ہے ویران ہو کر

صید بسمل کے تڑپنے سے تغافل اسقدر — ایکدن بجلی گرے گی خانۂ صیاد پر

در و حرم ہیں شیخ و برہمن کیواسطے — ہم جنکو پوجتے ہیں وہ پتھر ہی اور ہیں

جہانگیر گھبرا گئے ایسی جلدی — محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہے

ہیں ہتھکنڈوں سے حسینوں کے خوب واقف ہم — مجھے بھی ایسے ہی لوگوں سے کام رہتا ہے

کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملائے اُس سے — یوں تو اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہے

دور ساغر دور گردوں ہوگیا — چشم ساقی سے مروت اُٹھ گئی

جابر۔ بابو جگل کشور بی۔اے۔ وکیل خلف منشی مادھو حزن قوم کایست ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر متوی سنہ ۱۹۱۱ء میں بعمر ۴۰ سال انتقال فرمایا

لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا — جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا

نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز — کہ آخر مٹی میں ملنا ہی اسکو جو بنا گل سے

جودت۔ منشی جدو بیر سہائے خلف منشی نبواری لال متوطن مان پور قصبہ گیا شاگرد حشر و شفق و کوثر قوم کایست سنہ ۱۹۱۲ء ۵۵ برس کی عمر میں راہی عالم بقا ہوئے۔

طور پر برق جو چمکی ہوئے موسیٰ بیہوش ۔۔۔ جلوۂ رخ کے سوا اسمیں کوئی راز بھی تھا
کج ادائی نے تمھاری یہ اثر دکھلا دیا ۔۔۔ پڑ گئے زلف سیہ فام میں خم آپ سے آپ

جذب۔ منشی راگھو اندر راؤ وکیل عالم نگر

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال ۔۔۔ گلشن بنجار ہے عالی ہنر دولت نہیں
نفع ہو نقصاں ہو۔ کرو کام اپنے آپ ہی ۔۔۔ غیر کے ہر کام میں اچھی مگر شرکت نہیں

خیر۔ رائے نرہری پرشاد منتظم دفتر معتمد پیشکاری تلمیذ مولوی میر احمد علی

وحشت دل ان دنوں ایسی گریباں گیر ہے ۔۔۔ طوق گردن میں ہے میرے پاؤں میں زنجیر ہے

خرم۔ منشی سیتل پرشاد منصبدار حیدرآباد۔

ہوئی ہے جلیسی کہ کن سے نمود ہستی کی ۔۔۔ فنا بھی ہوگی یونہیں ایک روز ہو ہو کر

خلیق۔ راجہ دیبی داس سوم۔ تعلقدار حیدرآباد شاگرد حفیظ جونپوری

یوں تو آکر ذرہ تجھے آتا ہے لے موت ضرور ۔۔۔ گر شب ہجر میں آ جاتی تو احساں ہوتا

خمار۔ برجموہن لال بریلوی تلمیذ ہوش بریلوی

اُٹھے جبتک نہ دھواں دلسے زباں ہو کیا اثر ۔۔۔ کہیں پانی بھی برستا ہے گھٹا سے پہلے
وہ بیکس ہوں سو بار آ کر قضا ۔۔۔ سرہانے مرے نوحہ گر ہو گئی

خوب۔ خوب چند عرف بابا لال حیدرآبادی تلمیذ ہنر عمر ۶۴ سال۔

محبت ہے ترے تیر نظر سے ۔۔۔ نکالوں کس طرح اسکو جگر سے

دہاقی۔ بابو ہری ہر پرشاد جنجل عرف لال بابو قوم اگروال خلف بابو

ہری کشن داس چنچل ساکن محلہ لہری ٹولہ گیا عمر ۶۰ سال۔ آپ کو اردو شاعری کا بیحد شوق ہے اکثر کلام ظرافت آمیز ہوا کرتا ہے۔ کلام میں جدت و توانگی ہے۔ متعدد ناٹک کے مصنف ہیں

بتان دہر میں یہ گلستاں ہے کسلئے ۔۔۔ نغمہ سرائے مرغ خوش الحاں ہے کسلئے
جب زندگی ہی اپنی دہاتی ہے بے ثبات ۔۔۔ عیش و نشاط کا سر و ساماں ہے کسلئے
دنیا کا انقلاب دکھانے کیواسطے ۔۔۔ محتاج مجکو کردیا دانے کیواسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہوئی نصیب ۔۔۔ اچھا سبق ملا یہ زمانے کیواسطے

دلبر۔ ٹھاکر مہپال سنگھ رئیس ادسر کوٹ ضلع گونڈہ

دُھری مصیبتوں کا قاتل کو سامنا ہے ۔۔۔ دامن یہ کچھ پڑے ہیں کچھ داغ آستیں پہ

دل۔ بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدرآباد سندھ تلمیذ دبیر

مجھی ہے دھوم بہت جب سے لن ترانی کی ۔۔۔ یہ آرزو ہے کبھی انسے گفتگو ہوتی
کعبۂ دل۔ بتوں کی جا بھی ہے ۔۔۔ حرم پاک کبریا بھی ہے

ریحاں۔ بھگوتی پرشاد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل۔ گورکھپور۔ شاگرد وسیم،

کیا کہئے حال ہستی ناپائدار کا ۔۔۔ جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے باغ جہاں ہے ہرا بھرا ۔۔۔ ریحاں مجھی ہے عشق اسی گلعذار کا

رند۔ گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد جرأت دہلوی ۱۲۵۵ء میں انتقال کیا

روتا ہوں چپکے چپکے آتا ہے یاد جس دم — وہ دیکھنا کسی کا تقریر میں چرا کر

سنبھی۔ پنڈت رام سنبھی ساکن قصبہ ریاری ضلع گوڑگانوں تلمیذ سالک دہلوی عمر ۸۰ سال۔

کونسا گھر ہے کہ جسمیں نہیں چرچا تیرا — دیر ہو یا ہو حرم ذکر ہے ہر جا تیرا

سحر۔ پنڈت ہرنرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق بریلوی آپ بسلسلۂ ملازمت ڈیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں

تپ غم ہم سراپا عشق میں تیری جلاتے ہیں — جگر پر داغ تن پر آبلے سینے میں چھالے ہیں
میں اپنی موت کا خواہاں خضر ہیں زیست کے طالب — انھیں جینے کی حسرت ہے مجھے مرنے کے لالے ہیں

سحر۔ منشی اقبال ورما ہنگامی۔

دُرِ اجل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا — دلوں پہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا
بچا نہ شاہ بھی اس سے فقیر بھی نہ بچا — غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا
نہیں ہے دہر گزرگاہ خاص و عام ہے یہ — کچھ اسمیں شک نہیں عبرت کا اک مقام ہے یہ

شعلہ۔ منشی بنواری لال کالیستھ سکسینہ باشی بریلوی تخمیناً ۵۵ سال کی عمر ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا

ہمنے آہ دل ناکام سے وہ کام لیا — کہ فلک پر کے فرشتوں نے بھی دل تھام لیا

صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیالال گلشن ولادت ۱۸۲۱ء شاگرد آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے انگریزی میں نائب تحصیلدار ملیح آباد اور

ایک سال کے بعد ریاست گوپال پور[۱۳۸] کے نائب ہوئے فارسی کے اچھے نثار تھے سنہ ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔

جب نہ اثبات دہن ٹھہرا یہی ثابت ہوا ۔۔۔ بات جو ہی یار کی وہ غیر کی آواز ہی

مال دنیائے دنی کی میں نہیں کہتا ہوں ۔۔۔ بندیاں روز ازل سے باب حرص آز ہی

رازق مطلق کو عسرت میں نہ بھولے آدمی ۔۔۔ بند ہی گر ایک در تو دوسرا دروازہ ہی

صادق۔ جھجو سنگھ صاحب بی اے وکیل اجین متوطن بلند شہر عمر ۴۰ سال

نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا توشہ ۔۔۔ عدم کے مسافر سفر کرنے والے

غم و رنج و اندوہ و حرماں فقط ہیں ۔۔۔ تسلی مری وقت پر کرنیوالے

صاحب۔ صاجراے مورخ کائیست بمثل تاریخگو تھے عہد آصف الدولہ کے شاعر تھے۔ مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اسکے منہ میں طوطے نے اپنا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاجراے کی طرف دیکھا اُنھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی

قربان شہ کے صدقے کیا عدل کا نشان ہی ۔۔۔ جو شیر کے دہن میں طوطی کا آشیاں ہی

عاصی۔ منشی طوطارام کائیست بلگرامی سنہ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔

تر ہو گئی مستی ترے لب کی شراب سے ۔۔۔ حیراں ہوں رات بھبک گئی آفتاب سے

غمخوار۔ بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور۔ تلمیذ

عمر گورکھپوری۔

آنسو بہائے قبر پر اس گلعذار نے کیا رو کے کہدیا مری شمع مزار نے

غریب۔ منشی شیام سندرلال صاحب گورکھپوری شاگرد عمر گورکھپوری

غرہ بہت بہار کو تھا اپنے حسن پر شرمندہ کر دیا اسے تیرے نکھار نے

فصیح۔ منشی ر بہادر فصیح پنشنر ساکن کٹرا خدایار خاں لکھنو۔

نہیں دل کوئی بھی ایسا نہو جسمیں ہوا تیری سمائی نور بنکر چشم عالم میں ضیا تیری

نتائج اپنے ہی اعمال کے پاتے ہیں دنیا میں ہمیں اے آسماں ہوگی ستایش ناروا تیری

ترے اسرار انساں کی سمجھ میں آ نہیں سکتے جہانتک وہم پہنچے شان ہے اس سے سوا تیری

نہ کعبہ ہے مکاں تیرا نہ بتخانہ ہے گھر تیرا جو آنکھیں ہوں تو ہر دل میں نظر آتی ہے جا تیری

فروغ۔ کنور بدری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت و بتخانہ و دیر و کنشت و کعبہ و مسجد متاع پارسائی سب ہوئی جاگیر میخانہ

فدا۔ پنڈت برج کرشن گنجو رجوائنٹ سکرٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد

خلف پنڈت دیا کرشن صاحب گنجو۔ کشمیری ثم فیض آبادی عمر ۲۲ سال

اُردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فی الحال اسٹار پرنٹنگ

پریس لکھنؤ میں منیجر ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرۂ خون جگر کی دیکھئے نیرنگیاں آنکھ میں آ انسو بنا دامن میں دریا ہوگیا

نظر آتا جو کہیں دیکھنے والا کوئی جلوۂ دوست بھی پردہ سے نمایاں ہوتا

اب رکھا کیا ہے یہاں حضرت آدم بھی نہیں
لطف آتا جو کوئی خلد میں انساں ہوتا

ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام آجائے
بوقت آخری گر یار کا پیغام آجائے

کیا مسرت دے مجھے باد صبا
میرے پہلو میں دل ناشاد ہے

قیس۔ رام پرشاد وکیل گیا خلف منشی سنجیون لال دیوان راج ریاست ٹکاری تلمیذ اکبر داناپوری اُردو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن لٹریری کلب گیا کے نام سے قائم کیا تھا جسمیں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ دیوان مرتب ہوچکا تھا ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔

چلے باغ دنیا سے کیا لیکے ہم
نہ پھر رنگ لائے نہ پھولے پھلے

عجب شان سے دیکھا ہے اسکو پہلو میں
ہمارے خواب کی تعبیر دیکھیے کیا ہو

شوق سے آئے تھے تربت پہ مٹانے کے لئے
چپ کھڑی ہے آپ کیوں گورِ غریباں دیکھکر

قصیر۔ منشی گوری شنکر صاحب شاگرد ظہیر دہلوی

تمہارا کیا اجارہ ہے دکھائیں کیوں بتائیں کیوں
کہیں سے لائے ہیں تصویر ہے اک بے مروت کی

نکل آیا ہے کیا انکار میں اقرار کا پہلو
بڑے موقع پہ پکڑا انکی زباں نے آج لکنت کی

قمر۔ ہری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ وکیل گورکھپور شاگرد وسیم

تو نے اللہ کا گھر کعبہ نشیں دیکھ لیا
میں نے بتخانہ میں کعبہ کا مکیں دیکھ لیا

کمتر۔ بابو کنھیالال رستوگی ایم اے۔ (فارسی) خلف بابو گھبر دیال زمیندار ورئیس لکھنؤ ولادت سنہ ۱۹۰۸ء اور سنہ ۱۹۳۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل مہارت ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرند مشت پر ہو اشرف المخلوق انساں ہو ۔۔۔ کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری
مجازی ہی نقط زینہ ہو اک عشق حقیقی کا ۔۔۔ کھلے جو چشم دل تو شیخ دیکھے نرباں میری
جلال باغباں باغ عالم کا تصور ہے ۔۔۔ ہمیشہ گل کھلاتی ہو بہار بےخزاں میری
نہیں چھوڑیگی رندی شیخ جی جنت کے وعدہ پر ۔۔۔ وہ ارزاں اور نسیہ۔ نقد یہ جنس گراں میری
رہے جسکی ثنا میں سب رسول و انبیا عاجز ۔۔۔ لکھوں حمد و ثنا اسکی کہاں تاب و تواں میری
بہت بےچین ہو یہ قطرۂ مہجور مدت سے ۔۔۔ تمنا ہو کرے امداد بحر بیکراں میری
نہیں کمتر کی خوبی شاعری الہام غیبی ہو ۔۔۔ عبث کرتی ہیں مدحت شاعران نکتہ داں میری

کیفی۔ پنڈت برجموہن ناتریہ دہلوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال

خاک دیر و کعبہ کی خوب چھان لی تونے ۔۔۔ اب ذرا جھکا کر سر دیکھ دل کے منہ میں
دیکھ اے تماشائی گل ہو رنگ و بو بالکل ۔۔۔ امتیاز ناممکن ہو عرض سے جوہر میں

عاجز۔ بابو کنھیالال صاحب ورما عاجز بوڈھائی پنشنر اسسٹنٹ سرموناہن

زباں کو ہو کہاں طاقت تری مدحت سرائی کی
قلم بھی لکھ نہیں سکتا صفت تیری ثنا تیری

نہ ہو جب تک اشارا تیرا پتہ بھی نہیں ہلتا
وہی ہوتا ہے اے مالک جو ہوتی ہے رضا تیری

حسرت۔ منشی آتما رام خلف رائے دولت رام نبیرۂ راجہ کنور سین بہادر دہلوی ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔

دیکھا جدھر اٹھا کے نظر خاک کر دیا
دل کیا بچے کہ تیرے اشارے بلا کے ہیں

حیران۔ منشی رام نرائن خلف منشی میکو سنگھ دہلوی قوم کھتری۔ تلمیذ داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں تمنائیں
نکلے ارمان خاک میں مل کے

قرینے کا مذاق اچھا سلیقہ کی ہنسی اچھی
پسند خاطر احباب ہو وہ دل لگی اچھی

صوفی۔ شاہ حسن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشہ کار گلگڑی بنارس۔

اب تو صوفی درمیاں سے اٹھ گئی سارے حجاب
میرا اسکے رشتہ تار رگ جاں ہو گیا

شایق۔ بابو بہاری لال صاحب نانگری کھتری پوادھے۔ خلف بابو ہنومان پرشاد جی۔ ولادت ۱۸۷۱ء مڈل کلاس پاس کرکے انگریزی کتابوں کے دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمۂ ریلوے میں نوکر ملازمت ترک کرکے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی ۱۴۱ واقع قیصر باغ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سے ناواقف ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے ۱۹۰۲ء سے شاد پیرو میر لکھنوی

کے شاگرد ہیں ۔ غزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں ۔

لگا خدنگ دو شعبہ ہی نوک مژگاں کا
بغل میں دل بھی ہی زخمی مرا جگر کی طرح

شادی کی اب امید ہی پیرانہ سری میں
جھڑتے ہیں مری پھول چراغ سحری میں

گر بلندی پر ستارہ ہو مری تقدیر کا
بام پر نظارہ ہو اس ماہ پر تنویر کا

مشتاق ۔ جگناتھ پرشاد متوطن بنارس تلمیذ آفاق

حسن تھا جبتک نہ ظاہر عشق کی شہرت نہ تھی
شمع جب روشن نہ تھی پیدا کہاں پروانہ تھا

غور سے دیکھا تو اے مشتاق ثابت ہوا
کوئی بھی اپنا نہ تھا جو تھا یہاں بیگانہ تھا

نشتر ۔ بابو ہرگوبند دیال وکیل اوری بی اے تلمیذ قمر لکھنوی

دیکھکر پھولوں کو یہ بیساختہ گزرا خیال
اکدن آخر ہیں یہ گلچیں کے دامن کیلئے

تم بھی نشتر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہو رہو
جسکی رحمت ایک سی ہی دوست دشمن کیلئے

شاطر ۔ بشمبر سہائے خلف نرائن داس صاحب ولادت ۱۸۵۹ء ویش اگروال تلمیذ عیاں میرٹھی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہرچند پور ضلع میرٹھ ۔ اردو فارسی انگریزی جانتے ہیں عمر ۴۱ سال ۔

رہروان رہ الفت کا نہ پوچھو احوال
تھک کے یہ بیٹھیں جہاں بس وہیں منزل ہو جائے

آہ سے کھلینگی جب بلبل قفس کی تیلیاں
تب کھلینگے سوز دل کو تیرے پر تاثیر ہم

باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے سبھی
دم نکلتے دیکھنا ہی عاشق دلگیر کا

جوہر ۔ بابو متھرا پرشاد بساریہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بہرائچ

پیمانۂ عیش سے تیری بسر ہوتی ہے دنیا میں مگر کچھ فکر عقبیٰ کی بھی اے دنیادار کر لینا

مائل۔ بابو بھولا ناتھ مائل ساکن مڈپورہ

دل کو تباہ کیجئے پر دیکھ بھال کے یہ ٹوٹا پھوٹا گھر حرم کردگار ہے

برشتہ۔ پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برشتہ بھی آ کے بادۂ الفت کا اک ساغر چڑھا کر ہو گیا ہے عاشق دلگیر میخانہ

ملا۔ پنڈت آنند رام ملا۔ ایم اے ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلف پنڈت جگت نراین صاحب وائس چانسلر لکھنؤ یونیورسٹی سابق وزیر لوکل سلف گورنمنٹ ولادت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء عمر ۲۹ سال تلمیذ مولوی برکت اللہ رضا مرحوم آپ کا شمار لکھنؤ کے کامیاب کلامیں ہے۔

قفل اندیشے سے لگا لیتے ہیں زندانوں میں اُف تمنائے اسیری ترے دیوانوں کی

نظم۔ راے ٹھاکر پرشاد صیغہ دار حیدرآباد دکن

نامہ بر کہنا زبانی بھی یہ اسکو دیکھے خط عاشق مایوس کی یہ آخری تحریر ہے

ہنر۔ بابو دیوکی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر۔

کیا لکھوں اس سے زیادہ خوبیٔ قسمت کا حال ایک خط میں سو جگہ بگڑی ہوئی تقدیر ہے

رونق۔ ماسٹر لچھمی نرائن دھون خلف بابو بالکرشن ولادت سنہ ۱۸۸۱ء مقام سوندھی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاد و پیر لکھنوی قوم کھتری اگروال تعلیم ایف اے پاس سابق سکنڈ ماسٹر جوبلی ہائی اسکول حال پنشنر سررشتۂ تعلیم۔ آپ کے

بزرگ اکبرآباد کے متوطن تھے۔ غدر سے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں بصیغہ ملازمت مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اُردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔

سربلندوں کو کیا قد نے ترے رتق لپت یہ — رنگ پیلا پڑ گیا غیرت سے چرخ پیر کا
واہ کب ساقی کو میرا دھیان آیا حیف ہے — جبکہ میری عمر کا لبریز پیمانہ ہوا
تنگ آ کر زنِ دنیا سے عدم کو جو گیا — نام اسنے نہ لیا لوٹ کے گھر آنے کا
قاتل نے جب چکایا قصہ رگ و گلو کا — خنجر کے منہ پہ میرے زخموں نے خون تھوکا
نیکوں کی عیب جوئی ہے باعث فضیحت — منہ پر پڑیگا اُڑ کر گر آسماں پہ تھوکا
پتہ کیا تو پوچھتے ہو دلستاں کا — وہ باشندہ ہے ملک لامکاں کا
ذرا حظ نہ ہمکو ملا زندگی کا — گزر سب زمانہ گیا زندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمہری

کیسے بیدرد ستمگر حسیں ہوتے ہیں — لیکے دل لاکھوں کا پھر پردہ نشیں ہوتے ہیں

اثر۔ منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کایستھ سریواستو دوسرے رئیس زمیندار پسر اکبر جناب منشی میتڈی لال صاحب متوطن خیرآباد۔ محلہ بھولن پور، ضلع سیتاپور پہلے عیش تخلص تھا۔ شاگرد مولوی حسن علی خاں صاحب حسن رامپوری۔ فن شعر و انشاء و تاریخ میں مہارت تامہ

لکھتے تھے خط نستعلیق وخط شکست اچھا تھا۔ اردو میں ایک ناول "چاک گریباں" اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد، تاریخ۔ چند غزلیں ہیں زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۴۵ برس کی عمر پاکر ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔

ہشیار ہوں جو عاشق کیف شراب ہوں
چونکیں جو محو نغمہ چنگ و رباب ہوں
جاگیں جو مست ملذت خواب شباب ہوں
اب لیے مستعد پئے کار صواب ہوں

دیکھیں بچشم ہوش جو حالت ہے قوم کی
بس حد بھی ہو چکی ہے تغافل کی نوم کی

نہ ہو جو دل سے جویائے حقیقت
وہ پہنچے کیسے اسرار نہاں تک
اثر کرنا تھا اُنکے دل میں اے آہ
کیا کیا تو نے جاکر آسماں تک
کریں کیا خوبیٔ قسمت کا شکوہ
رقیب اپنا بنا ہے راز داں تک
رخصت دیدار گردی ہے تو فیض جود سے
ضبط بھی مجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا
بت پرستی بادہ خواری میں کٹا عہد شباب
اب اثر توبہ کرو ہے وقت استغفار کا

آرام۔ منشی لچھمن لال کایست دہلوی شاگرد میر انشا اللہ خاں انشا

ہمدمو مجھ سے یہ کہتے ہو تو یار سے مل
اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

احمر۔ بابو کرشن دیو بھونڈی نکلی مارکیٹ کراچی

قاصد اتنا انھیں پیغام زبانی دینا
کس خطا پر مجھے اے دوست فراموش کیا

انکسار۔ لالہ سرجو پرشاد صاحب لکھنوی شاگرد احسان شاہجہانپوری

وابستہ جوانی تھے لطف زندگی کے
پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگے جی کے

مرنے پہ کون کسکے آتا ہے فاتحہ کو
اپنے پرائے ساتھی ہوتے ہیں جیتے جی کے

الفت۔ اننت رام ساکن پٹنہ عظیم آباد

دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو دیجئے
قصہ نہیں سنا ہے فرشتوں کی چاہ کا

کچھ ہے حضیض گور کا اے منعمو خیال
دو دن فقط بلند ہے گوشہ مزار کا

برہم۔ جناب پنڈت امبکا پرشاد صاحب دکشت برہمن ولد جناب پنڈت گردیال جی صاحب وکیل ولادت مضافات کانپور۔ متوطن لکھنؤ یہاں تعلیم ایم اے تک حاصل کی۔ جبلپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور رہے۔ ۱۸۸۸ء میں جوبلی اسکول میں سکنڈ ماسٹر ہوئے۔ ڈائرکٹر صاحب سے ناچاقی ہونے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹری پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کے شاگرد تھے

ساری دنیا ہے غریب الوطنوں کا مسکن
ہائے کس سے کوئی پوچھے یہ وطن کسکا ہے

دل میں عاشق کے اتر جائے جو نشتر بنکر
ایسا ناصح کے سوا اور سخن کسکا ہے

بیدار۔ کدارناتھ صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیرا گڑھ

دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوتا ہے
پھول بھی گریہ شبنم پہ کہیں روتا ہے

بہار۔ الکھوری شیو نندن پرشاد کایست ہیڈ ماسٹر اسکول اڑول۔

شاگرد داغ دہلوی۔

فائدہ خاک جمع زر میں نہیں ۔۔۔ کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں

برق۔ پریم کمار آذری عمر تخمیناً ۲۲ سال۔

چار حرف آرزو سننے ہیں تم کو ناگوار ۔۔۔ تم سنوگے خاک ٹ لسبے داستان آرزو

گلشن عالم کا منظر بھی ہے کتنا دلفریب ۔۔۔ تنکے تنکے پر بندھا ہے آشیان آرزو

امیر۔ گوبردھن پرشاد ۱۹۰۳ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے۔

جذبۂ دل کی میں تاثیر دکھاتا تم کو ۔۔۔ مرے قابو میں میری جان اگر دل ہوتا

تاالف۔ ماسٹر بھولا سنگھ ٹیچر لوئر مڈل اسکول مغطم۔ تحصیل فاضلکا۔
ضلع فیروزپور عمر ۲۵ سال۔

دم گریہ مجھے وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں ۔۔۔ ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں

دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو ۔۔۔ اس زمانے میں جو اظہار ہنر کرتے ہیں

جوش۔ مسٹر موہن سنگھ ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

ای نسیم سحری تو نے اڑا دی افسوس ۔۔۔ رونق بزم فقط خاک تھی پروانے کی

حسرت۔ بشن داس۔ محکمہ نہر مالاکند ضلع سیتاپور

مجھ کو نفرت ہے نمود و نام سے ۔۔۔ کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے

چھوڑ دنیا کی ہوس گر مرد ہے ۔۔۔ زندگی ہوگی بسر آرام سے

رسا۔ گشندیال الہ آبادی

عشق وہ زخم ہے جسکا نہیں کوئی مرہم ۔ یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہیں درماں دیکھا

رند ۔ پنڈت رام متوطن تھانہ بھون ۔

حافظ و ناصر خدا اے رند اب جاتے ہیں ہم ۔ بول اٹھا دل یار کی ناز و ادا کو دیکھ کر

سائل ۔ جناب خزانچی لال دہلوی مقیم سہارنپور ۔

دور وزہ زیست میں لیں اپنی سر رانی کیا ۔ کریں تمہاری طرح ہم بھی بیوفائی کیا

بجز مروت و اخلاص و دوستی و وفا ۔ بتائیے تو سہی ہم میں ہے برائی کیا

سوسن ۔ ہر پرشاد ہیڈ کلرک سر رشتہ تعلیم ضلع سیتاپور ۔

چلے آتے تھے گھر پر بے بلائے ۔ مری ابھی راہ پر قسمت کبھی تھی

سفیر ۔ بابو جوتی پرشاد وکیل متھرا ۔

ابھی کل تک جو دیدہ زیب تھے گلزار عالم میں
صبا سر پیٹتی ہے آج ان پھولوں کے ماتم میں

شجاع ۔ منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر

بخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا ۔ کم کم ہے روشنی مری شمع مزار میں

شہیر ۔ منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیڑی ڈاکخانہ مورنڈا ضلع انبالہ ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے جنت سے ۔ زندگی ہمیں گزرتی ہے عجب راحت سے

دیکھنا ہو جس کو آکر دیکھ لے ۔ جان باقی ہے ابھی بیمار میں

شفق ۔ کرتار ناتھ شفق شیدائی متوطن سیال کوٹ عمر تخمینا ۳۰ سال

انسان کا حیات پہ کب اختیار ہی ۔۔۔ اے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہی

شفق ۔ کنجبھاری لال شفق وکیل ۔ راج بجے پور شاگرد قلق میرٹھی ۔

اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں ۔۔۔ تفحص چار سو ہے اور میں ہوں

صبا ۔ پرتھی چند لال صاحب رئیس پورنیہ ۔ شاگرد شوق نیموی ۔

عشق لیلی کا اگر قیس کو کامل ہوتا ۔۔۔ مانع دید نہ کچھ پردہ محمل ہوتا

صابر ۔ بید نرائن سنگھ صاحب اہلکار ریاست اجیگڑہ ۔ شاگرد یاس لکھنوی ۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھے کہاں ہی ۔۔۔ رخصت ہے فصل گل کی کانٹوں میں آشیاں ہیں

ضیا ۔ بابو ہرکشن چند ربی اے ایل ایل بی وکیل دایو نند پوری ۔ عمر ۳۰ سال ۔

پوچھتے کیا حال ہو مجھ خانماں برباد کا ۔۔۔ مشغلہ ہی آہ کا یا شغل ہی فریاد کا

وہ قیامت کا سماں میری نظر میں کیوں نہو ۔۔۔ آہ کرنا اور مٹ جانا دل ناشاد کا

طرب ۔ متصدی لال صاحب کایست خلف مرلی دھر صاحب عطار شاگرد ظہور ۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں ۔۔۔ وہ اپنے پاؤں میں مہندی لگائے جاتے ہیں

عاشق ۔ گوکل چند کھتری متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میرٹھی

حسن کا سودا کرتے ہیں وفا کو دیکھ کر
ہم بھی دینگے نقد دل جور و جفا کو دیکھ کر

غش۔ راجہادر ساکن موضع اسولی مقیم لکھنؤ

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کشش کیسی ہے منزل میں
وہ آتے ہیں مری آنکھوں سے ہو کر خانۂ دل میں

فائق۔ کنجبہاری لال صاحب کانپوری۔

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق
پوچھتے ہیں مزاج بسمل سے

فدا۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون۔

تھا مقدر میں غم جدائی کا
کیا گلہ ان کی بیوفائی کا

کمال۔ لالہ جگناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیسانی

بڑی مدّت کے بعد آخر طلسم بیخودی ٹوٹا
بیان غم کیا پھر آنسوؤں نے ترجماں ہوکر
اٹھا اور اُٹھ کے سر قدموں پہ اُنکے ڈالکر دل نے
سُنائی داستاں اپنی مجسم داستاں ہوکر
ہوا جب گدگدا آتی ہے غنچے مسکراتے ہیں
حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہے جواں ہوکر

گل۔ گلاب رائے صاحب ورما بیاوری۔

چلے آؤگے میرے گھر دیکھ لینا
یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

لکشمی۔ بابو لچھمی نراین صاحب دہلوی مصنف گان جواہر

یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں
خطا ہے کہ اس میں ساقی کی نہ کچھ تقصیر میخانہ

تو ہی تو ہے تصور میں جہاں یہ لکشمی جائے
تو ہی ہے شیشہ و ساغر تو ہی ہے میر میخانہ

منظور۔ منشی کالی پرشاد منظور گورکھپوری تلمیذ مقصور گورکھپوری۔

نہ مغرور ہو حسن پر اپنے کوئی — کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا
مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہے — مرا سر ہو اور آستانہ کسی کا

مبتہج۔ ساول داس کھتری محافظ دفتر کلکٹری ضلع اناؤ ۱۹۰۰ء

میں انتقال کیا۔

تلوار کیوں نکالی تھی مقتل میں آپ نے — منظور سر تے قتل کا گر امتحاں نہ تھا

مونس۔ پرکاش چندر سیوہارہ ضلع بجنور یوپی۔

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو — لگادی آگ شاخ آشیاں کو
ہزاروں کے ہوئے ارماں پورے — ہمیں سے دشمنی ہے آسماں کو

مائل۔ پنڈت جگدیپ نرائن چودھری ساکن شاہجہاں پور

بیوفائی کا اسکی کیا شکوہ — کوئی معشوق باوفا بھی ہے

نسیم۔ لالہ لکشمی چند جی ساکن نور محل۔

تمناؤں میں ارمانوں میں پھر ہلچل ہوئی پیدا
بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مہرباں ہوکر
نہ جانے آہ تھی کوئی تمنا تھی کہ حسرت تھی
مگر کچھ تو ضرور اُٹھا تھا سینے سے دھواں ہوکر

اثرؔ۔ سرجو پرشاد صاحب کایست ناگم قصبہ اکبرپور ٹانڈہ

ہمکو کیا کام اہل دنیا سے ہیں گدا تیرے آستانے کے

ایجادؔ۔ منشی دیبی سہائے اکبرپوری شاگرد عجز لکھنوی۔

وہ دل لے کے چپکے سے چلتے ہوئے یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

افسرؔ۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔

تمہارے جھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں پرسوں

بدرؔ۔ مسٹر ہردیال کھنا بی۔ اے۔ لکھنوی۔

تمہیں شمشیر براں کی ضرورت کیا ہے مقتل میں
گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہؔ۔ منشی منن گوپال شاہجہانپوری

آپ ہی کچھ دل بتیاب کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانے سے
اے اجل آ شب فرقت میں کہ غم سے چھوٹوں ہو گی آساں یہ مشکل تری آجانے سے

زیبا۔ رائے اجودھیا پرشاد شاہجہاں پوری

الحمد کہ تاثیر ہوئی تو اتنی — نیند آجاتی ہے انکو مری افسانے سے

شمیم۔ شیو پرشاد عرف رجو لال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ

انجم کے چراغوں کو فلک پر کیا ٹھنڈا — اے مہر لقا میری ہی آہ سحری نے

شائق۔ پانڈے گوری پرشاد عرف خوشوقت رائے گورکھپوری

ہزاروں خون ناحق ہونگے اِن ہاتھوں سے کچھ دن میں
یہ کہتے ہیں ترا دست حنائی دیکھنے والے

علو۔ کوبیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڈھ

دلوں میں تہلکہ سا پڑ گیا غل مچ گیا ہر سو
ہوئے غش یار کی جلوہ نمائی دیکھنے والے

عنقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں ہیڈ ماسٹر انجینرنگ ہائی پایونیر اسکول۔

بتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا — چلے دیر کو ہم مسلمان ہو کر

قمر۔ حکیم چھدامی لال صاحب عطاپوری شاگرد طپش

نہ جائیں کہیں آپ مہمان ہو کر — مرے دلمیں بیٹھے رہیں جان ہو کر

گویا۔ گنگا بشن لال صاحب متوطن سلطانپور پہلے آپکا تخلص سرجوش تھا

تُم بھی ہر بات پر جھوٹے بنے — ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

مظلوم۔ مرلی دھر ہیڈ ماسٹر اینگلو ورنیکولر مڈل ہندو اسکول جگراواں

سر طور موسیٰ جو ملجائیں ہمکو   انھیں لن ترانی سنائیں تمھاری

ناز۔ بابو ہیرا نگم اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ۔

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن   یہی نیرنگ ہیں زمانے کے
اے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف   ہمتو قائل نہ تھے ستانے کے

رسوا۔ بابو ہرکشنداس کلرک پنجاب ریلوے مقیم دہلوی۔ شاگرد آغا شاعر دہلوی۔

نیچی نظروں سے ہوئے جاتے ہیں بسمل لاکھوں   حشر برپا کرے گر آنکھ اُٹھائے کوئی

رشک۔ بابو گنگا پرشاد بلند شہری تلمیذ ساقی میرٹھی۔

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور
قول کے پُورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں

رند۔ لالہ کھیم نرائن رند لکھنوی نبیرہ راجہ لچھمی نرائن ورفیق۔ مہراجہ ٹکیت رائے۔

نالہ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سُنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رنگ ۔ لالہ کیشوداس خلف رائے بہادر لالہ ہیامل متوطن دہلی ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا ۔

ہو کفیل کار اپنا حبیبؐ حیدر دو جہاں
لاکھ کو غم اگر سر پر ہوں نازل کیا ہوا

رنگ ۔ لالہ لکھپت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفر نگر

دل کی تڑپ کا بعد فنا بھی حایل ہو
تربت میں بھی ٹھہرنا ہمارا محال ہو

آپ بھی ہو دل بیتاب گرفتار بلا
مجکو بھی ایسی مصیبت میں پھنسا کر کھاکر

رنگین ۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد مہاراجہ بینی بہادر متوطن منڈیاؤں ضلع لکھنؤ ۔

غیروں کے پاس جانا ہمسے کبھی نہ ملنا
افسوس ہو تو وہ ہو ارمان ہو تو یہ ہو

رنگین ۔ منشی موہن لال کایست دہلوی ۔

رنگین نہیں ہو قطرۂ شبنم یہ باغ میں
باد صبا نے مے سے بھرا ہو ایاغ میں

رونق ۔ رادھا موہن لال اہلمد ریاست تروا ضلع فرخ آباد

ملبوس سے ظاہر ہیں فقیرانہ ہمارا
پر حوصلۂ دل تو ہو شاہانہ ہمارا

زار ۔ پنڈت تربھون ناتھ خلف پنڈت پرتھی ناتھ صاحب زتشی تلمیذ داغ دہلوی ۔

دل ہمیں چھوڑ کے اسطرح گیا
جیسے پہلو میں کبھی تھا ہی نہیں

مجلس سے موت اعلی تمھاری بزم سے ہم
کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں نکلا

ذرّے وہ اگر حشر میں وہ فتنہ گر آئے　　خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے

مہر۔ کنور درگا پرشاد تعلقہ دار وآنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سندیلہ اُردو فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ تھے تخمیناً ۸۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا اُن سے بیوفائی کا　　کہ زمانہ ہے کج ادائی کا
اُن سے ہے آج وعدۂ دیدار　　وقت ہے قسمت آزمائی کا

شمیم۔ جناب پنڈت شیونرائن شمیم ایڈوکیٹ لاہور۔

جمع ضدیں ہے خلاف اصول　　اُن میں شوخی بھی ہے حیا بھی ہے

یاس۔ بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون

کسلئے کرتی ہے تو ظالم تمنا دل کا خون　　وصل کی شب تو ال اٹھی شوخی حیا کو دیکھ کر

مجذوب۔ منشی گوری شنکر خلف رائے خیراتی لال فرخ آبادی

بہت اچھی نہیں ہے بیوفائی　　کبھی تو ذکر آجائے وفا کا

مست۔ رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ہمیر پور خلف رائے ہرگوبند سہائے رئیس اناؤ شاگرد واجد

کیا مقابل ہو رخِ جاناں سے　　زور ہے آفتاب کی رنگت

عمل۔ سوہن لال ماسٹر ضلع اسکول ہمیرپور متوطن کانپور

عشق بھی کیا بادہ سرجوش ہے　　جسکو دیکھو رات دن بیہوش ہے

یار ۔ منشی چرونجی لال امین ہمیرپور متوطن کانپور۔

کہہ رہا ہے تیرے جوبن کا ابھار ثمرہ نخل جوانی ہے یہی

وضع ۔ بابو بینی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن بٹھور محلہ منشی پور

ضلع کانپور ۔ ۱۹۰۰ء انتقال کیا ۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہے خنجر تیرا یہ نہ معلوم تھا فوراً یہ جدا ہوتا ہے

گوہر ۔ منشی گیندی لال خلف رام دیال رسا ابن منشی تلوک چند شاگرد

رسا و ہوش مرادآبادی وسعادت بدایونی و منشی شیو پرشاد کشتہ۔ آپ

خاندانی شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں قوم کائستھ متوطن فرخ آباد

مولد و مسکن بدایوں ۔

رخ پرنور کو تشبیہ دنیا مہر محشر سے مری الست میں تو رخ کو آئینہ دکھاتا ہے

تھمر ۔ دیپ چند کھتری نبیرہ راجہ ٹوڈرمل فارسی کے نامی شاعر تھے

اردو میں کلام بہت کم ہے ۔

قاصد تو اس فریب سے اس تک پہنچ جائیو صاحب یہ کسکا خط ہے ذرا پڑھ کے سنائیو

عشرت ۔ لالہ نانک چند بی اے ۔ ملازم انگریزی اسکول بلرام پور

ضلع گونڈہ عمر تخمیناً ۳۰ سال ۔

آغاز ہے اس عشق کا انجام نہیں ہے زینے تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہے

تمام شد

تذکرہ تو ختم ہوگیا یہ محفل جسمیں ہندوستان کے مشاہیر اور ممتاز مہذب ہستیان رونق افروز ہیں آپ ملک کی دلچسپی کا باعث ہوگی مجھے اندازہ ہولیا کہ موجود حالت میں اُردو کی خدمت جس خلوص سے اہل ہنود فرما رہے ہیں اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اُردو کے مالک اصلی یہی حضرات ہونگے صیغۂ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں نہ ہی کتابوں میں صرف رامائن کے پچیس ناظم اُردو موجود ہیں دہلی کے شعرا میں انکا شمار سب سوا پایا جاتا ہے نظم و نثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بنتا ہے میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی ہے تو ۱۳۱۱ھ کے آخر اگر شعرا نے اپنے حالات بھیجنے میں فیاضی سے کام لیا اسکی دوسری جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہوگی - ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے مہمان جو آج جوان اور صحیح و سلامت موجود ہیں پچاس برس کے اندر تاریخ سے افسانہ بنجائیں گے یہ محفل برخاست ہوجائیگی اور زمانہ دوسری کروٹ بدلیگا زبان نیا رنگ اختیار کریگی تہذیب نیا رنگ لاسکے اُگی بہار سخن سے گلچین ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائینگے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کرینگے اور انکا ذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہوگا مگر ہم کہاں -

دُنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہونگے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہونگے

تصانیف مولانا خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

آب بقا۔ تذکرۂ شعرای ماضی و حال و انتخابات ہزار منتخب کلام معہ خمخانۂ عشرت — عہ ر

قواعد میر ملک الشعراء میر تقی مرحوم کے سینہ بسینہ اردو زبان کے صرفی نحوی قاعدے — ۶ر

اصلاح زبان اردو متروک الفاظ و محاورات کی تحقیق عہد ناسخ تا امیر مینائی — ۶ر

شاعری کی کتاب ہر جلد دو مین فن عروض کی عام فہم قاعدے تقطیع کا اصول مبتدی بغیر استاد شاعر کامل بن سکتا ہے مکمل سیٹ — عا ر

لغات اردو۔ مکمل چار جلدیں — ہے ر

زبان دانی۔ اردو کی تحقیق مستند فصیح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق — ۶ر

جان اردو۔ اردو ہندی کی حقیقت الفاظ کا فرق محاورات کی تحقیق — ۶ر

اصول اردو۔ صرف نحو کے چھوٹے چھوٹے قاعدے جملوں کی ترکیب — ۶ر

گلدستۂ ظرافت۔ مذاق کی کنجی — ۶ر

ہمجولی۔ شریف بی بیوں کی تعلیم کی ضروری کتاب بہ ترمیم و اضافہ جدید — ۱۲ر

ہمجولی جلد دوم خوشی اور آرام سے زندگی بسر کرنیکا قاعدہ زن و شو کی محبت شادی کے صرف بیجا کے نقصانات تعلیم نسوان کا فائدہ۔ خانہ داری کے اصول — ۱۲ر

مضمون نویسی۔ اردو عبارت لکھنے کا قاعدہ — ۸ر

ترجمان پارسی۔ اردو سے فارسی بنانیکا قاعدہ — ۶ر

ہندو شعرا۔ گذشتہ و موجودہ ہندو شاعروں کے حالات اور کلام کا عطر قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ ر

منیجر عشرت بکڈپو۔ احاطہ خانساماں لکھنؤ